

ایستخراجه حقیقت

تغزیرات قلم

علامہ ارشد نقادری



مطبعہ لوح و قلم لاہور

واجبہ سیم کار: "المنار" گنج بخش روڈ لاہور

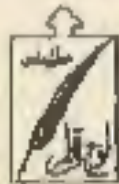
مفتی محمد عباس
رقم ۱۵
۱۵/۰۱/۵۸

آئینہ حقیقت

تقریرات قلم

علامہ ارشد القادری

اخلاقی مسائل میں اظہار خیال کا ایک نیا
اسلوب اور فکر انگیز طریقہ استدلال



مطبوعہ لوح و قلم لاہور

دائرجہ کیم کار: (المعارف) ۵۰ بج بکس روڈ، لاہور

فہرست مضامین

علامہ ارشد القادری

مقدمہ

ابتدائی

جماعت اسلامی اپنے کردار کے آئینہ میں

جماعت اسلامی کا عقیدہ توحید

کربلا کے بعد دوسرا حملہ

عامیان یزید کی نقاب کشائی

ایک غلط فہمی کا ازالہ

مہتمم دارالعلوم دیوبند سے ایک زبردست مطالبہ

حسرت پامال

ہیس ہزار کی بزم

توپر شکن موسم

دوا اسلام

جسم بے سایہ

ایک ملعون حرکت

علم غیب

اسیٹھ منہ پر اپنا ہی طمانچہ

ہمشہ لعل و قلم کا

طالب مکتبہ جدید دہلی لاہور

سال اشاعت ۱۹۸۶ء

تعداد اشاعت ایک ہزار

مطبع روٹی پریس نئی دہلی

قیمت ۱۵/- روپے

تقسیم

المعارف ۵۰ جلدیں

مکتبہ رفائے مصطفیٰ

چوک دارالعلوم گوجرانوالہ

اعوان پبلیشرز مارٹ - پکوال

ایک دھماکہ خیز واقعہ
مولانا مودودی کی بیگم مفضل میلا دیں۔

۱۰۰	علم عقل کی صحیح رہنمائی
۱۰۲	ایک اور عجیب و غریب
۱۰۳	دل کا رنگ
۱۰۴	سرخ و سبز جادو
۱۰۹	انبیاء کی ثواب
۱۱۱	علم و دیانت کا خون
۱۱۲	فکری تضاد میں ایک دلچسپ کہانی
۱۱۵	داتا گنگائی
۱۱۸	قلم کا حق
۱۲۴	خلافت کعبہ کا جلوس
۱۳۷	مولانا مودودی کا دلچسپ جواب
۱۳۷	مولانا کوثر شہزادی کا جواب
۱۴۲	بحث کا دوسرا رخ
۱۵۹	دارالاسلام کی بحث
۱۶۲	ایک آخری تاثر یا نہ
۱۶۳	کلمہ طیبہ کے خلاف ایک نیا فتنہ
۱۷۰	ایک ذہنی زلزلہ

انتساب

ان لوگوں کے نام جو حق کو حق سمجھتے ہیں
اور اس کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں

بسم الله الرحمن الرحيم

حق و باطل اور صحیح و غلط کے درمیان اختلاف فطری نہیں ہے اور
لازمی بھی۔ فطری اس لئے کہ انسان کے بولنے، چلنے، پھرنے، سونے
جاننے، اور کھانے پینے پر آپ جتنی چاہیں پابندی لگا لیں لیکن سوچنے
پر آپ کوئی پابندی نہیں لگا سکتے۔ اس کے ساتھ یہ حقیقت بھی
اپنی جگہ پر دو الہ دو عمار کی طرح مسلم ہے کہ سوچنے کی آزادی ہے۔
اختلاف کو جنم دیتی ہے کیونکہ ہر شخص کے ذہن کی ساخت الگ الگ
ہے اس لئے سوچنے کا انداز بھی الگ الگ ہوتا ہے کوئی صحیح سمجھتا
ہے اور کسی کی عقل غلط سمجھتی ہے یہی ہے اختلاف برائے کی بنیاد
پڑتی ہے۔ اگر دنیا کے سارے انسان ایک ہی رُخ پر سوچتے تو زندگی
کے مسائل میں نہ طرح طرح کے بحثوں کا دروازہ کھلتا اور نہ اسنے
مذاہب و فکر و عہد میں آتے۔

اور لازمی اس لئے ہے کہ اگر حق و باطل اور صحیح و غلط کے درمیان
اختلاف نہ ہو تو صحیح و غلط حق و باطل کا امتیازی ختم ہو جائے پھر حق
کو بھی حق کہئے اور باطل کو بھی حق۔ صحیح کو بھی صحیح کہئے اور غلط کو بھی
صحیح اور اس کا غلط ہونا محتاج ثبوت نہیں۔

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ حق و باطل اور صحیح و غلط کے درمیان
اختلاف فطری نہیں ہے اور لازمی بھی۔ تو اتنا اور کچھ بھیجئے کہ کس بھی نے
میں اختلاف و اتفاق کے دو درجے ہیں۔ پہلا درجہ اعتقاد ہے

وہ قرآن حکیم میں خدا تعالیٰ کی کرامتوں کی ذکر ہے۔ ہر ایک کے لئے اس میں
 ایک نیا عالم ہے۔ قرآن حکیم کی آیات میں ہر ایک کے لئے ایک نیا عالم ہے۔

اور دنیوی منفعت کی طمع سے پیدا ہوتا ہے۔ ہر ایک کے لئے منفعت بھی
 اس رسالت کا شکار ہے۔ دل چاہے کہ کفر کا گرویدہ تھا اس لئے اندر سے
 مشرکین عرب کے حامی تھے لیکن اہل اسلام کا طلب و کیمہ کردنیوی مفادات
 کی لالچ میں وہ رہا ہوا ہے۔ کچھ بھی بڑے بڑے تھے اور غاروں کے لئے مصر میں
 بھی آتے تھے آخر ایک دن قرآن نے ان کے دوشے پر کا بھانڈا پھینک دیا
 اور ہر ملامت اور دیکار وہ صرف زبان سے رسالت کی شہادت دیتے ہیں
 دل کا عقیدہ ان کی زبان سے ہم آہنگ نہیں ہے اس لئے وہ اپنے کلمہ
 شہادت میں چھوٹے اور خرسب کار ہیں۔

بہت دفر تک وہ اپنے دل کے اتفاق کے ساتھ مسلم معاشرہ کا
 ایک حصہ بن کر زندگی گزارتے رہے لیکن حق کے ساتھ باطل کا یہ اختلاف
 خدا کو پسند نہیں آیا بالآخر ایک دن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ان کا نام پکار پکار کر بھری مسجد سے انہیں نکلا دیا۔ اہل حق ہمیشہ کہتے
 واضح اور مضبوط رہ جاتے اور باطل کی آمیزش سے اہل حق کا معاشرہ
 بھی گمراہ نہ ہو۔ یہ تھا اسلام کا وہ شکستہ ہوا سونا جس کی آسپہ تھا جس سے
 دنیا کی آنکھیں خیرہ ہو کے رہ گئی تھیں۔

بڑے حلق کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ عصر حاضر میں اتفاق کا یہ مرض وبا
 کی طرح پھیل رہا ہے۔ دولت و مہار کی لالچ اور دنیوی مفادات کی طمع
 میں حق و باطل کا امتیاز لگا ہوا ہے اور ہمیں ہوتا جا رہا ہے اور آنکھوں

میں ہر ایک کے لئے ایک نیا عالم ہے۔ قرآن حکیم کی آیات میں ہر ایک کے لئے ایک نیا عالم ہے۔

اور دوسرا درجہ عمل کا اعتقاد ہے میری ملامت سے حق کو حق سمجھنا اور
 باطل کو باطل سمجھنا کرنا ہے اور عمل سے میری مراد کسی چیز کے حق ہونے کا
 جو تقاضا ہے اسے اپنے گفتار و کردار سے پورا کرنا ہے۔ مثال کے طور پر حق
 کا تقاضا ہے کہ اسے باقی رکھا جائے۔ اسے لوگوں کے درمیان پھیلایا جائے
 اور ہر طرح اس کا احترام کیا جائے اور باطل کا تقاضا ہے کہ اسے مٹایا جائے
 اسے لوگوں کے درمیان پھیلنے سے روکا جائے اور اس کی تدریج کی جائے
 اپنی ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کی
 طرف اشارہ فرمایا ہے کہ تم میں سے جو شخص بھی کوئی برائی دیکھے تو اس
 کا فرض ہے کہ وہ اسے اپنے اصول سے متاثر نہ کرے اور اگر وہ میں اتنی
 قوت نہیں ہے تو اپنی زبان سے منع کرے اور اگر اتنی بھی نہ ہو تو اس
 کے اندر نہیں ہے تو اپنے دل سے بھاگے اور یہ ایمان کا سب سے آخری
 درجہ ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حق کو حق نہ سمجھنا اور باطل کو باطل نہ قرار
 دینا یہ انسانی عقل و فکر کی سب سے بڑی خفاقت ہے۔ لیکن اس سے
 بھی بڑی خفاقت ہے کہ حق کو حق مان لینے کے بعد اپنے قول و فعل سے
 اس کا انکار نہ کیا جائے اور باطل کو باطل قرار دے لینے کے بعد اپنے گفتار و
 کردار سے اس کی عزت نہ کی جائے۔

اعتقاد و عمل کے درمیان اس طرح کا تضاد درست و جاہ کی لالچ

ہر ایک کے لئے ایک نیا عالم ہے۔ قرآن حکیم کی آیات میں ہر ایک کے لئے ایک نیا عالم ہے۔

کرمہ ...
 ...
 ...

تغزیرات علم کا مجموعہ کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے۔ آغا دگی کے باوجود
 اپنی گزراگروں و مصروفیات کے باعث ہم اس کتاب کو قلم نہیں اڑا سکتے کہ
 اسے ترتیب دیکر پریس کے حوالے کریں۔

آج جب کہ یہ کتاب حیاست کے مرحلہ میں داخل ہو رہی ہے
 میں اہل ملت کے عوام و خواص و دونوں طبقے سے اپیل کرتا ہوں کہ اسے
 زیادہ سے زیادہ فوٹوگوں تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ ہمارے یہاں
 فرقہ بندی، اہلک کے مدد و ابطال پر ایک سے ایک کتابیں موجود ہیں لیکن
 اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ انداز بیان کی شغلی اور طرز استدلال
 کی دلکشی کے باعث اس کتاب کو وہ طبقہ بھی بہت پسند کرے گا جو
 میں کی اصلاح ہمارے پیش نظر ہے۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی
 ہدایت نصیب ہوگی تو میرے کھینچنے کی اور آپ کے پھیلانے کی محنت
 و مہول ہو جائے گی۔ **صلی اللہ علیہ وسلم** خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و رزاقہ
 علیہم السلام میں اصلاح مقاصد
 لشکر جو نکاح ہے وہ دشمن نہیں ہوتا

ارشاد تقادری
 مکتبہ امام نور - جمشید پور (ہزار)
 ۲۰ فروری ۱۹۸۴ء

...
 ...
 ...

...
 ...
 ...

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ماہنامہ خاران کراچی

خاران کے ایڈیٹر جناب ماہر تقادری صاحب جس خاندان سے تعلق رکھتے
 ہیں اس کی ایک آخری کتاب اب بھی ان کے نام کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ تقادری
 کا لفظ جو ان کے نام کا ایک جزو بن چکا ہے وہ طبع طور پر اس امر کی نشاندہی کرتا
 ہے کہ جس ماحول میں انھوں نے آنکھ کھول لی وہ "آباد" بشرک حقیقت کا پڑا
 گوارہ تھا۔ ماہر صاحب اسی گوارے میں بردان چڑھے اور ایک عرب تک اس مادی
 روایات کو حق بجانب سمجھتے رہے جو ان کے بزرگوں سے نہیں دہرائے گئے تھے بلکہ
 حقیقت میں اوجھے ہوئے تھے۔ زراعت ان کے قلم سے نکلا ہوا ایک شراہ تک
 حافظے میں محفوظ ہے۔ بارگاہ رسالت میں سلام کا خراج عقیدت ہے کہ کہہ
 انھوں نے لکھا تھا

سلام اُمیر بر کہ جس کا نام لیکر اُس کے شیدائی
 الٹ دیتے ہیں مانع قیصریت تخت دادانی

لیکن اب ماہر صاحب کیلئے کج فہم کے فیضان سے مبرا ہو چکے ہیں۔ اب
 ...
 ...

وہ تو ان کے لیے کہ جو اس کی طرف سے ہوں گے۔ اور ان کے لیے کہ جو اس کی طرف سے ہوں گے۔

ایمان و اسلام کا جو نیا جہز یا اُن کے حوالہ کیا گیا ہے اُس میں نہ کسی مراد کی نشاندہی
سلامت ہے اور نہ بُرائی عقیدت اور دیرینہ روایات کا کوئی سبب ملتا ہے بلکہ
مخصوص ہے حتیٰ کہ اُس سے مذہب نگر میں اب اُن کے شر کے جو ان کے لئے کبھی
کوئی گنجائش نہیں ہے جسے انھوں نے بھی جذبہ عشق و ایمان سے جو حل ہو کر کھلا
نہیں کر سکتے زبان میں ایک خاص بحر و ناصر تسلسل اور خاص قیود کے ساتھ
"اسلام" کی یہ نسبت ہی بکالتے خود ایک بدعت ہے۔ اور کسی خاص موقع پر جہز
کی توانائی حاصل کرنے کے لئے رسول کا نام لینا تو اور بھی قیامت ہے۔ شیعہ ائمہ
ہونا تو بڑی بات ہے کہ دین و ایمان ہی کی سلامتی خطرے میں ہے یا رسول
کہ اپنے کے بعد شرک کی زد سے بچ نہ سکا کچھ آسان کام نہیں ہے بہت ممکن ہے کہ
ماہر صاحب اب اپنے اسی طرح کے تمام شعارے ذہنی طور پر ثابت ہو چکے ہوں
پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب ان کے عقیدے میں غیر ائمہ کی طرف
کسی چیز کی نسبت ہی حرام ہے تو انھوں نے اپنے آپ کو سرکارِ عبدِ خدا و جلالی
یعنی انبیاء کے لئے کی طرف منسوب کر کے کیوں اپنے مسیحی کو ایک موردِ حرام بنا
رکھا ہے۔ جبکہ اس طرح کی نسبتوں کے بدعت اور فسادِ مومن میں کسی طرح کا بھی
شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ قادیانیت و مشیت اور سرورِ دین و
نقشبندیہ و عبد رسالت ہی میں موجود تھی اور نہ زمانہ خیرِ اقوام ہی میں
کہیں اس کا نام و نشان ملتا ہے۔ اور مزید براں یہ کہ نسبتیں جتنا نہیں جس لفظ
ان کے پیچھے خالقِ اہی عقیدت و نیازِ مندی کا ایک مستقل ردِ باطنی شیل بھی ہے
نہ کہ ایک خیریت میں بکالتے خود شرک ہے کہ نہیں ہے۔

[illegible][illegible]

ایک خط یہ جاریت ہیں اور دوسری حرف بہ حرف صائب خوش غیثہ مسطور
 کے طواف ایک مستقل محاذ جنگ بھی قائم کر لیا ہے۔ چنانچہ ان مورچے انھوں نے
 اُس وقت تک ناراض ہیں اہل حق پر نہایت دلچسپی ہوتا ہے سے حاکم لکھا ہے۔
 "یہ ہست خرافات میں کھو گئی" کے عنوان سے انھوں نے غرضوں کو نکال دیا ہے اس میں وہ
 منگی تلوار لے کھڑے ہیں اور اپنے تمام کونوں کا رخ ہے کہ یہ دقت چشمہ پر بھی
 نہیں ہے کہ بڑھو اور دشمن کا نام و نشان صغیر ہستی سے مٹا دو۔ زہر میں بھی
 ہو کہ قلم کا تیر دیکھنا ہو تو اہل کے اقتضا سے رہے۔

مسلمانوں میں جہاں جہاں عقیدت کا یہ جوا تھا یا اچھا نام ہے وہاں شکر گناہ
اور دست پرستوں کی دھمکی اور تلواریوں سے شہر و دیہاتوں اور دیہاتوں
اور ان کے عقائد سے ملنے والے عقیدے کسی دیکھی طرح بار بار آئے ہیں۔
افراد ان گنت مشہور حضرات

مذکورہ بالا عبارت میں جن کلماتوں کی طرف توجہ دے سنا رہے ہیں ان کے اشارہ دیکھا گیا ہے اب صحیح فہم میں ان کی نشاندہی ملاحظہ فرمائیں۔ دل کی کہ در توں کا زہر فہم کی کوکب سے نیک رہا ہے۔

سہولتوں سے بہتر اگر ان کی نذر و نیاز اور فائز کی جو رسم اور طریقے
 نکال لئے ہیں کہ یہ جہان کی سب سے بڑی بات ہے جو حق شاہ قلندر کی سنتی نیاز
 ہے یہ فلاں بزرگ کے نام کے کو نرسہ میں یہ تہا کہہ کی دو میاں میں
 یہ شب رات کا ملود ہے یہ فلاں صاحب دعوت کا قوت ہے یہ گیارہویں
 کی نیاز اور یہ چھٹا شریعت کی ناکوت ہے اور تیسرے میں یہ اور طریقہ ہندو

ہر سب سے پہلے ان کے لئے ایک مسجد بنائی جائے گی جس میں ہر روز نماز پڑھی جائے گی اور ہر روز ایک فقیر کو روٹی دی جائے گی۔
 اور ہر روز ایک فقیر کو روٹی دی جائے گی۔
 اور ہر روز ایک فقیر کو روٹی دی جائے گی۔

پہلی بات یہ ہے کہ جو لوگ اسلام کو قبول کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے ایک مسجد بنائی جائے گی جس میں ہر روز نماز پڑھی جائے گی اور ہر روز ایک فقیر کو روٹی دی جائے گی۔
 اور ہر روز ایک فقیر کو روٹی دی جائے گی۔
 اور ہر روز ایک فقیر کو روٹی دی جائے گی۔

دیکھ رہے ہیں آپ ایک غور خرابی کی طرح ظالم کی سرکشی کا عالم
 خوش عقیدہ مسلمانوں کا رشتہ کاروں اور بہت پرستوں کے ساتھ جوڑتے
 ہوئے موصوف کو ذرا بھی تعلق محسوس نہیں ہوا۔ دنیا کے ۵ فیصد مسلمانوں کو
 اس سے زیادہ محنت کوئی لگانی نہیں دینی یا کسی کو جو روایت و تہذیب بخود نے
 اپنے زرگوں سے ورثہ میں پائی اس کے متعلق بغض و مبالغہ کر وہ ہندوؤں
 عیسائیوں یا رتیوں اور یودھوں کے طور سے بھیک میں ملے۔ گویا ہم اپنا
 اسلام میں خلص نہیں رہے بلکہ منافقین کے کردار کے حامل ہوئے ہیں اور معاملہ
 ہمہ تن کج ہے۔ اپنا رشتہ زور کر لیا اور مخالفانہ سے نا اعلیٰ ہو کر رہا ہے۔
 اپنی محنت کا بیوس کے بعد جس موصوف کو آتش ملبط سر نہ نہیں ہوتی اب
 وہ خوش عقیدہ مسلمانوں کے خلاف اپنے مجاہدین کو لٹکارتے ہوئے کھتے ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ جو لوگ اسلام کو قبول کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے ایک مسجد بنائی جائے گی جس میں ہر روز نماز پڑھی جائے گی اور ہر روز ایک فقیر کو روٹی دی جائے گی۔
 اور ہر روز ایک فقیر کو روٹی دی جائے گی۔
 اور ہر روز ایک فقیر کو روٹی دی جائے گی۔

ہر سب سے پہلے ان کے لئے ایک مسجد بنائی جائے گی جس میں ہر روز نماز پڑھی جائے گی اور ہر روز ایک فقیر کو روٹی دی جائے گی۔
 اور ہر روز ایک فقیر کو روٹی دی جائے گی۔
 اور ہر روز ایک فقیر کو روٹی دی جائے گی۔

ہر سب سے پہلے ان کے لئے ایک مسجد بنائی جائے گی جس میں ہر روز نماز پڑھی جائے گی اور ہر روز ایک فقیر کو روٹی دی جائے گی۔
 اور ہر روز ایک فقیر کو روٹی دی جائے گی۔
 اور ہر روز ایک فقیر کو روٹی دی جائے گی۔

اپنی حق کے خلاف غلوار میں بے پیام کرنے کے لئے اب مذاہب آخرت کی دھجی
 کا لاندہ ملا حظہ فرمائیے۔

توحید و مسرت کی وثامت و یقین اور بدعت و شرک کی تردید کی ذمہ داری
 ہر اہل ایمان پر عائد ہوا ہے۔ جس سے جو کچھ ہو سکا ہے اسے کرنا چاہیے
 اور ذات ساری میں سکوت و گریز اور صرف حق و راستہ پرستی کی اللہ فضل
 کے یہاں جواب دہی کرنی ہوتی۔ (آلہ ان مشائخ)

علاقہ دہریوں کے خلاف روایت پر مبنی اسلام کی مسورت و روایات کے حصول
 ماہر صاحب دہلی کا بیخ کنجھ کے لئے اتنے اقتباسات بھی بہت کافی ہیں۔

جماعت اسلامی اپنے کردار کے آئینے میں

محنت و مزد شہاب لاہور کے ایک شمارے میں جماعت اسلامی پاکستان
 کے حکرہ نشر و اشاعت کے سربراہ مسٹر نعیم صدیقی کی ایک تقریر کا اقتباس شائع ہے
 موصوف اور مشاؤ فرماتے ہیں کہ۔

اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایمان عطا فرمایا اور کونہ کارہ لوگوں کو اس اور اس کے لئے
 یہاں دین کی خدمت اور اس کی تبلیغ کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ اگرچہ ہم
 نے سوچا تھا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ انبیاء کو اختیار فرمایا تھا اسی طرح ہم کو
 کو پہنچے خاصا کام ہے کہ ہم نے چھانٹ لیا ہے اور ان کے لئے کوئی مسودہ تقریر فرما
 رہا ہے۔ (شہاب لاہور ستمبر ۱۹۷۷ء)

ہر سب سے پہلے ان کے لئے ایک مسجد بنائی جائے گی جس میں ہر روز نماز پڑھی جائے گی اور ہر روز ایک فقیر کو روٹی دی جائے گی۔
 اور ہر روز ایک فقیر کو روٹی دی جائے گی۔
 اور ہر روز ایک فقیر کو روٹی دی جائے گی۔

[illegible]

بہارِ مستحکم ہے۔

جہاں عتاسد می کا عقیدہ توحید

جماعت مہذبہ کے بانی درزیبہ و پاک میں جامعہ کے غیر متقسم مرکز فکر مولانا
 مری روکی کے مشنر تھے۔ جہاں ملت منہاج کے سیکرٹری و مسلمات مروج ہو چکے ہوں گے
 انھوں نے عقیدہ توحید پر بھی ایک جگہ توحید کی تلواریں اٹھائیں۔ ذیل میں عقیدہ توحید
 کے ایک خوب صورت و مفید بیان ملاحظہ فرمائیے۔ تحفہ خیرات میں۔

حال خود کا قصہ میں منظر صد مسکند کرتا ہوتا ہے آخر کو ہر کی پوج
 کرتا ہو۔ میر کی جہاں "قانون" حضرت پر "علاء" است، ہر مسکند
 قانونی مسکند ہے، ہر دوسرے قوانین اور دوسرے ہر تہ قانونی اختیار
 طرہ مار کر ان کے حق میں کر رہے ہیں کی حمایت میں لگا رہے ہیں
 "رہنما" ہے "قانون" اور "مسکند" ۴۲

میں سرقام پر سواڑا نمودار کیا ہے جس کی سمت ٹھوکر کھائی ہے کہ اس کی شکل کھنڈ
تعداد میں پلٹے کا موقع دے۔ کھنڈ کی شکل پر روضہ منہ دونوں کو یکساں
مستوی میں سبوتا کی ہے جاکر دو سواڑے عموماً میں رہیں دو سواڑے کی رفت
تعداد کھنڈ میں سواڑے تک جاکر سواڑے کی تعداد دو رہے۔
دو متوالی سواڑے متوالی سواڑے کی تعداد دو رہے۔

گزشتہ جہ قرآن کے ساتھ پرست دو روزہ صومہ ٹیٹن پور کے ہیں
گزشتہ برس کے اربعہ قرآنی کی کھ میں لیج کی تھیں وہ صومہ پرست
کرنے کے لئے عمر کی شہ کی لیا گیا۔

وقت اسامیہ پیدوار کی کہ جس نے جو کام کیا ہو اسے یاد کرتے ہوئے
 ہرگز اس کو گرجاقت نہ ہو کہ شکر میں جمع ہو تو وہ فہرہ یاد رکھ لیا
 ہوگا۔ صوفیہ افتادہ کرتے ہوئے یہاں تک کہ ایک روز کوئی نہ کہہ سکتے
 رہے کہ یہ یہاں بھی ہے۔ "پھر پوچھا کہ کون ہے" ہوتا ہے رقم نامیک
 ہی تو نہ دیکھتا ہے "چہ در نہ" حد معلوم ہو کر چلا اس پر ایک صوبہ
 تھا۔ در سب میں کھڑا رہا۔

۱۱
۱۲۳۴ - مجری، شری

[illegible]

بہارِ رسالت سے ہوئے ہیں، نہ کہ کا عقیدہ خود حیدر و حق جو اپنے دورِ عبادت
کے جوہر کوئی حصہ نہ تھا۔ لیکن یہی وہ وہ دور و دیہاڑی ہے کہ ان
طریقہ کے سب سے بڑا توجہ تھا ہر سے باطن تک اپنی زندگی کے تمام مراحل میں جو
ہیں سو وہ ہیں، عبادت و فطرت کو اس میں یہ دنیا کی شے تھی جس کو دنیا کی نظر میں
نہ ان کا کلمہ نکلیے، نہ ان کی عبادت، نہ ان کی توجہ، نہ ان کی توجہ ہے اور
نہ ان کا عالم، نہ ان کا مقام ہے۔

دورِ فکر کی پیرنگ، فطرت، اپنے کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ کا مدد پر تیار ہے
دورِ وجود کے مدد پر تیار ہو کہ جو کلمہ شے کی جہن کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی
نہیں اور دورِ فکر کو جو کلمہ شے کی جہن کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی
ثبوت کے لئے سورہ ناکہ صدر و ذیل تحریر میں ملاحظہ فرمائیے۔

بہارِ رسالت کے بغیر نہ ہوتا یہاں کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی جہن کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی
نہیں اور دورِ فکر کو جو کلمہ شے کی جہن کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی
ثبوت کے لئے سورہ ناکہ صدر و ذیل تحریر میں ملاحظہ فرمائیے۔

بہارِ رسالت کے بغیر نہ ہوتا یہاں کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی جہن کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی

بہارِ رسالت کے بغیر نہ ہوتا یہاں کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی جہن کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی

بہارِ رسالت کے بغیر نہ ہوتا یہاں کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی جہن کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی

بہارِ رسالت کے بغیر نہ ہوتا یہاں کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی جہن کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی
نہیں اور دورِ فکر کو جو کلمہ شے کی جہن کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی
ثبوت کے لئے سورہ ناکہ صدر و ذیل تحریر میں ملاحظہ فرمائیے۔

بہارِ رسالت کے بغیر نہ ہوتا یہاں کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی جہن کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی
نہیں اور دورِ فکر کو جو کلمہ شے کی جہن کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی
ثبوت کے لئے سورہ ناکہ صدر و ذیل تحریر میں ملاحظہ فرمائیے۔

بہارِ رسالت کے بغیر نہ ہوتا یہاں کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی جہن کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی
نہیں اور دورِ فکر کو جو کلمہ شے کی جہن کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی
ثبوت کے لئے سورہ ناکہ صدر و ذیل تحریر میں ملاحظہ فرمائیے۔

بہارِ رسالت کے بغیر نہ ہوتا یہاں کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی جہن کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی
نہیں اور دورِ فکر کو جو کلمہ شے کی جہن کوئی شے نہ ہو کہ جو کلمہ شے کی
ثبوت کے لئے سورہ ناکہ صدر و ذیل تحریر میں ملاحظہ فرمائیے۔

اور چونکہ ان کے ساتھ ہے یہی شہر ہے اور ان کی روشنی میں ان کے
 وہاں سے چلے گئے۔ پانچویں کتاب میں ہے کہ ایک بڑے بزرگ
 نے اس سے کہا کہ اگر اس شخص سے ملے تو اس سے میری توجہ
 و انتہا یہ کہ اسے اس جگہ سے روکتے ہیں یا اس کو لوگ۔ اس کے جواب میں علم
 لغوی پر لکھی غنائیں کرتے ہیں اور اس وقت کے لیے اس سے سزا دے دے کہ یہ
 عین درمیان کی لڑائی ہے کہ اس کی جگہ اس سے روکے اور اس کو روکنا
 نہیں کر رہے۔

کر بلا کے بعد دوسرا جملہ

میں صفا

بہار منکبیاں جوں جوں بدلتی۔ بکھر رہی

تقریباً لڑیا صاف "وہ سب کلمہ" اسلام جنگ

تمام دور کے کسی سادہ طرز کی زبان ہے۔ ہر جگہ تا کہ اس کے نہیں
 کے لیے۔ لہذا ان کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 ہر دور کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 کتاب کے لیے اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 کتاب کے لیے اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

۱۔ لڑائی میں سلا ہوئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ محمد علی کے
 ساتھ لڑائی ہوئی ہے جو اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 ۵۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

جواب نامہ

مکرمی و ملکیم اسلام و محمد ویرا کا

کس دربار کتاب کا آپ نے نام لیا۔ خطا ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ
 و موقوفہ رکھے جس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

۱۔ ہر حال میں اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

اہل بیت کے نفس و غریزی میں کس کا ہوتا ہے۔

تاریخ کے صاحب علم کا دین و دینی بچہ گرد و بے تابہ جب وہ عوامی مسائل کی کتاب میں یہ پڑھتا ہے کہ یہ بڑے نفس کا حکم دیا اور نہ اس سے راضی تھا زابن زب کے اس پر کوئی دیکھتا ہے اور نہ اس میں معذرت کی طور پر کوئی دھجی یہاں پہونچ کر ذہن کی سطح پر بار بار یہ سوال ابھرتا ہے کہ جب خرد سے بیکر غیر تک سب کے ساتھ اور سے نفس میں تو پھر کربلا کی خاک پر کسی نانی کے ہتھ سا فرد کی ماحول کا جو ڈھیر میں نظر آتا ہے تو وہ کیونکر وجود میں آیا۔ میرا خیال ہے کہ عوامی ماحول اپنی کتاب میں جس رکتہ بوجھ قرار دے جس رکتہ کا ایک بنا رہے کر رہا ہے وہاں سے جھوٹ کا اور نہ کہ کر لیتے کہ مراد اکثر کہہ میں پہونچ کر حسین زانیہ نے خود کشی کر لی تو ساری شکل میں جو جنت اور یہ پید کے دامن کا جو غبار وہ سچ اپنے چہرے پر مل رہا ہے میں اس بلا وجہ رحمت کی فوجت میں نہ آتی۔

یہ دیکھ کر حیات کے جذبے میں وہ یہ سکتے بھی نظر نہ آئے کہ گئے کو قاتل ملک طوت سے کوئی خود کشی ہی صفائی پیش کرے لیکن قاتل کا ہمیر خود اپنی میاں ہی پر کبھی سلطان نہیں ہوتا۔ سفک و تہرہ جو رکتہ اتر جانے کے بعد رحمت ہر جوہر کا حواس ماست کرتا ہے بلکہ نہ امت و نیماں اور انہی بڑے نفوذت ہمیشہ کے لئے ایک سبز دریا بن جاتا ہے۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی کتاب میں یہ یکو غلبتی در رات کہ جو حواست بیت کی ہے وہ مانگن میں کی گائی ہے۔

رکتہ زبانی میں

ما قتل ابن شہیاد الحیدر دس مہینے بعد ہر دس مہینہ
ابن یزید سر مقتله و لا وحشت بدو الا شہداء ابن یزید
عند لا شہد یلیق رکتہ قلبیلا حتی ملزم

رکتہ اب ج ۲۳

جب یہ دس مہینے دس مہینے اور دس مہینے کو تھیں
کیا وہ دس مہینوں میں وہ کو یہ کہ پاس بھانوں متاثر پر یہ
دس مہینوں میں پر ہی وحشہ دس مہینے وہ مہینے کی تہرہ
مروت میں کی گاہ میں زبانی رکتہ دس مہینے وہ دس مہینے
پر دس مہینے دس مہینے

رکتہ اب ج ۲۳ نفوذت دس مہینے دس مہینے اور پڑھتی
اور ابن زبانی کے مفالہ اور جس حسین کے تہرہ دس مہینے دس مہینے
یہ دس مہینے دس مہینے دس مہینے دس مہینے دس مہینے
ابن زبانی کو کوسے لگا۔ دس مہینے دس مہینے دس مہینے

یہ بعضی بقتلہ اور مہینے دس مہینے دس مہینے
نعلی اولیٰ بعضی دس مہینے دس مہینے دس مہینے
دس مہینے دس مہینے دس مہینے دس مہینے دس مہینے

دس مہینے دس مہینے دس مہینے دس مہینے دس مہینے

تو اس دور کی روایات سے انھوں نے تغیر دیا۔

(خلافتِ معاویہ و غیرہ)

کروا کی تاریخ پر ظلم اٹھاتے وقت جب اس صاحب کی بیتِ اشراف
ہوئی تو کم و بیش یہ دیکھی کہ رجب حذرِ گورگرت کہ خود اس کے معتمد و سرور
علامہ ابنِ عسکرون امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقتہ دوسرے بزرگ شیعہ
گروہوں کے بارے میں کیا لکھتے ہیں۔

اس موضوع پر علامہ ابنِ عسکرون کے مقدمہ کی رجبِ رست پڑھے۔
اور سر و جنتی و موعولت لکھتے ہیں۔

و اما حسب ما رواه عن طهر بن حنبل عن عبد الله بن
محمود عن ابي عبد الله عليه السلام عن ابي عبد الله عليه السلام
ان يابا يهجره فبقوا ابابا هلالا فخرجت طه بن حنبل
على يابا متعجب من حاله فسمعه يقول يا محمد بن عبد الله
عليه السلام ذاك وظن من نفسي ما عنيته و من كنهه و من كنهه

ترجمہ :-

میں امام حسین کا معذریہ ہے کہ یہ کاسق و غیرہ صاحب نام ہیں ذرا
پر آشکار ہو گیا تو کوئی کہیں نہ دیتا۔ امام حسین سے یہ وقت
کی کہ کوئی شیعہ نہ کہیں نہ اپنا منہ لپیٹ دے اگر یہ امام حسین
نہ کہیں منہ نہ دیا یہ کہی نہ مالیت اور اس کے لشکر و کئی اور

ہے اس کے خلاف اقدام میں ظلم مفروض ثابت ہو گیا ہے مگر

اس شخص کے لئے جو اس طرح ہے اور قدرت رکھتا ہے وہ اپنے متعلق امور
کا لگن لٹکا کر وہ اس کام کے ہیں اور انھیں اس کی قدرت حاصل ہے

کہ بلا میں امام کے ساتھ جو معرکہ قتل و غلامی پیش آیا اس کے متعلق علامہ
کی یہ بیان اور روایات ملاحظہ فرمائیں۔

والحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما

بہن امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما قتل میں شہید اور مقتول احمد و ثواب ہیں اپنے
قدم میں رہے حق پر اور برائے کا عتاب دے۔

انصاف کیجئے یا عباسی صاحب کے لئے، امام عباسی مقام کے اقدام کی محنت پر اس
زیر دستہ شہادت اور کیا ہو سکتی ہے؟ عباسی صاحب میں ذرا بھی علمی دیانت کی
خوب ہو تو وہ خود غور فرمائیں کہ کیا امام عادل کے خلاف بغاوت و فساد پر
ثواب ملتا ہے، اور اس امام میں جو جس کو دیا جائے گی اس سے شہید کا حاکم ہے
اور پھر کیا اس عصارت کے بعد بھی کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزیرہ کے صلوات
اپنے قدم میں حق پر تھے کسی بحث کی غرض پیش رہ جاتی ہے۔

آخر میں علامہ نے ان لوگوں کے خیالات کا شدت کے ساتھ رد کیا ہے
جو کہتے ہیں کہ امام حسین کے ساتھ بے یار و مددِ خدا قتل و قتل ہو کر
کا جنت سے جائز تھا اور یہ کہ سورہ کربلا میں وہ کچھ بھی کہیں وہ اس کا
شرعی حق تھا۔ ان خیالات کی تردید کرتے ہوئے علامہ فرماتے ہیں :-

[illegible]

— ترجمہ —

یعنی قاضی اور مجرم دونوں کا دل میں ہی سک۔ مولو احمد و قوام میں
یہ کہ کہ سخت غلطی کہ ہے کہ ہمارے جس پتے نا ان کی قرینیت کے مفاد میں
کے لئے غلطی کی وجہ سے کہ قرینیت ہے، اہم کے خلاف ٹھوس ہوسا
کے یہ فعل کہ جو سرخیز کا ہے وہی غلطی ہے کہ وہ امام غازی جو
میں صحت اس غلطی کو نظر نہ کرتے صحت ٹھوس کہ ہے جہاں کہ میں
کہ زمانے میں صحت کہ صحت و سردی کے لئے امام حسین سے زیادہ
عادل و کامل اور سخی اور کون ہو سکتا ہے۔

یہ دہی قاضی بو بکر بن عربی ہیں جن کی کتاب اسرار محمود لغواضر
لا حوالہ عاصی ص ۱۱۱ میں ہے کہ ایک صفحہ ۵۰ پر بڑے شہدہ کے ساتھ ہیں کیا ہے
لیکن ان کے مستند مورخ علامہ ابن خلدون نے ان کے استاد کی جس کتاب
دعویٰ ثانی ہے سے اسے بھی ریکورڈ تصدیق ہے کہ اس کے باوجود دعویٰ ثانی

سے تاملی صہ جب کے قول پر اعتماد کیا۔ لیکن یہ کوئی تعصیب کی بات نہیں ہے۔ اس طرح کی خیانت و تحریف اور علمی نقائص سے پوری کتاب مالا مال ہے۔

علامہ ابن ندون کے بیان سے یہاں بھی ایسی صاحب کی پیشکش کردہ تمام
صدیقیوں کا صحیح ٹھکانہ متعین ہو گیا جو امام مسعین کے خلاف خروج
و عدم سے متعلق عقد بیت و سنہ کی روایتوں پر مشتمل ہیں۔ یہی وہ تمام
حدیثیں ان لوگوں کے پاس ہیں جو امام عادل کے خلاف خروج و شریک
یہ یہ علیہ سلطان باہر کو ان حدیثوں کے واسطے یہود پناہ دینا ان حدیثوں
کے مضمون کو مستحکم کرتا ہے۔

اب فوراً تاریخ کے آئیچے میں ہند کی میرٹ وکرم وار اور اس کے
جور و قسم کی طرناک داستان ملاحظہ فرمائیے اور فیصلہ کیجیے کہ کیا ملت
مسلمہ کے ایک نام غلام کی یہی زندگی ہو رہی ہے علامہ ابن کثیرؒ
مشہور کتاب البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں - ناظرین کو یاد ہو گا
کہ علامہ صاحب نے اپنے کتاب میں علامہ کی اس کتاب کا اکرار فرمایا ہے۔

ولقد روي ان يزيد كان قد اشتم على المومنين فاشتم
 الخمر والغناء والعيد، وتخاذ الغلمان والقيان،
 والكلاب والنكاح من الكهش والذباب والفقير، و
 ما من يوم الا يصح فيه غموراً وكان يشرب القدر
 من فرس مسرجة يجلس ويسوق، ويلبس بقدر
 ملائس الوجه وكذا لك الغلمان وكان يابق

[illegible]

فقر حجابہ

[illegible]

شر کو مٹانے ملت کی تفسیر کا سبب شکل کا کام ہے۔ اور رستے میں نمر و جبر
پر علم و تشہد کی ایسی ہی تائیدیں ملتی ہیں کہ ان کا مفہود کرنا سب کے بس
کی بات نہیں ہے۔ یہ راہ صرف اسی مردِ حق اور رازِ درانِ مہرِ فؤاد کی
جرحی تحقیق پر جان کا خزانہ ہے۔ جو سب سے گہرے نکلتے ہیں وہ شریعت کے
ناسوتہ کے سوا سب کے سوا ہرگز کی صراحت سمجھتے ہیں۔
اسی حقیقت کی طرف ہر کار و برصاوت۔ بے بسی نمر حیدر دہلوی کی
مدیت میں شہرہ دریا ہے

عبدالحمید سید علی بن حائدر سہیل سید سجاد کلمہ حق
جو کس کی صحت و صواب کے واسطے ہے سہیل سید سجاد کلمہ حق

و در صورتی که دینیت یکی از نشانه های باره است .

مکتبہ ساری میں۔ مکتبہ فیضیہ لاہور میں اس کا نسخہ
موجود ہے۔ (۱) لکھنؤ میں مکتبہ دارالافتاء میں اس کا
نسخہ موجود ہے۔

[illegible]

جس گھر سے دین کا چہرہ نکلا۔ اس کا تہن سر سر دوش و ب بزدل
 کی نظیر و مرد دین بھی اسی پر سب زیادہ تھی۔ نہ اذکو دینے کو وقت نہ
 تھیں نہ بیت نہ رو کر کے ساتھ لکھو اور نہ بیت حدہ پستان کے ساتھ
 انھوں نے اس کی بیکار کا جواب دیا۔ در بلار پب وہ اس اعزاز کے مستحق
 تھے۔ اس کے مستند سورج علامہ اس خلدوں کی صبر صبر کر رہا ہے
 کہ ملت کی مامت و قیادت کے لئے حسین کے نام سے ہیں سے۔ زیادہ
 عدل و کامل و کوٹ ہو سکتا تھا۔

کولہ کے دسے سفر سے میں حقیقت پوری طرح نہایا ہے کہ
 بزدلی و ہمد حکومت کے ساتھ مدگی و صبر و صبر کی نظیر ہی ایا صبا تھا
 کامیاد و صبر میں تھا۔ واپس کر نہیں کی حرمیت میں مدیب و قادم
 کے رہنے سے کہ بلما کی طرف پہنچے وقت وہ مہنے جو تا زکفی عطیہ دیا تھا وہ
 سچ بھی کتابوں میں محفوظ ہے۔ قدام کا پس منظر کھینچ کے لئے جیلے کا لفظ
 مفلط صامت ہے۔ میں اس کا ایک آئینہ میں پڑھے۔ وہ اس کے گزشتہ
 سامت کے ساتھ مستقر رکھے۔ مامنے پہنے قاتل کو خطاب کرتے ہوئے
 رش و نرما یا

ایھا الناس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قال من سری سلطانا مترا متحلا حرم اللہ من
 بعد اللہ معالہ اسے رسول اللہ بعد فی عباد
 لا تہونہ و لا تہونہ و لا تہونہ و لا تہونہ

اس کا حق علی اللہ ان یدخلہ مدخلہ الانوار
 فہو لا قدر لہ مواطعہ لقیۃ و لہ کو طاعہ
 اس صاحب و اظہر و العبد و عطر الحد و رتار و
 بالقی و حوا حرام لہ و حرم موا حلالہ و انا حق
 من خائبر
 کاف بن امیر ۳ ص ۱

ترجمہ

اسے وہ گھر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رش و نرما یا ہے کہ جو شخص
 کسی نام یا نام کو دیکھے کہ اس نے خدا کی حرم کو وہ چیراں کو کھلا
 نظر رہا ہے۔ عہد اسی کو توڑ رہا ہے۔ صحت رسول کی مخالفت کر رہا
 اور اللہ کے بعد اس کے ساتھ علم و وہ اس کا ساتھ کرنا ہے اور یہ اس کا
 بائیں دیکھنے اور سننے کے بعد بھی وہ ہتھ قوس و مل سے شر کوٹ رہا ہے
 اس پر وہ کہہ لے کہ حق ہے کہ وہ اس کو اس کے ٹھکانے تک
 پہنچا رہے۔

خبر سے سوا کہ اس پر یہ ہیں نے شیطان کی ادا مت کو پہنچ
 اور لازم کر رہے اور خدا کی بدگیا کو چھوڑ رکھا ہے ان لوگوں نے
 ہر طرف میدیا اور چرملی کا فساد برپا کر دیا ہے اور شریعت کی تہذیب
 کو مفلط کر دیا ہے اور سرکاری ماس کو اپنے رانی مفاد پر خرچ
 کر رہے ہیں اور عہد کے حرم کو حلال اور اس کے حلال کو حرم

کروڑوں کے پینڈیروں کے شروع ہونے کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ
مچھ حاصل ہو۔

کہ شہزادہ اور امیر، امام، مسلمانوں کی ولایت، ایستادہ قتلہ کے چور و غارت
اور ظالم بادشاہ کے خلاف قدامت کے جواہر، علامہ ایمان حرم کی عبارت
کہ حوالے سے یہ فعل کہتے ہیں اب ذرا اس کی اسپرٹ میں لکھتے ہیں
لفظ ظالم پر غور کیجئے درج ذیل لوگوں نے یہ لفظ کیا کیا ہے اب بھی یاد دہانی
کیجئے سلطان مائتہ اور تاجیک شخص کے خلاف امام علی مقام کے اقدام
کو غلط کہا جاسکتا ہے اور کیا اب بھی نہیں، اسلامی نظام حکومت کا
موجودی مشہر اس کے لئے معلوم و تحقیق اور دلیل و بیانات کا کوئی دیکھا سا
سہارا نہیں مل سکتا ہے۔ اس طریقہ اعتقاد کو شرف و تہذیب و تمدن کی
مذہب و مہارت قرار دے سکتے ہیں لیکن علم و تحقیق کا تقاضا ہرگز نہیں
کہا جاسکتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

[illegible]

تَرْجِمَهُ

[illegible]

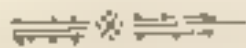
اس وزارت میں نہیں کہتے خاص طور پر قابل توجہ ہیں

پہلا۔ یہ کہ نظیریت کی اس عظیم شان میں ہمیں بھی بہتر سمجھ کی اس قدر
ضرورت کی وجہ یہ نہیں ہے کہ دور زیادہ کی وزارت سے ملنے والے ملکہوں کی سہولت
یہ تھی کہ امیر کو معزوس کرنے کے لئے جن وسائل کی ضرورت تھی وہ اس وقت
میسر نہیں تھے۔ اس لئے بے سرو سامانی کی حالت میں اس طرح کے اقدام سے
سوائے اس کے کہ قیاد و جو زبیری ہو، در کوئی نتیجہ نہ کی نگاہوں میں
موقوف نہیں تھا۔

دوسرا۔ یہ کہ اگرچہ محکمہ سرائے میں علیٰ حضرت امام حسین کی ولایت
سے دست کش رہے لیکن کبھی بھی انھوں نے امام حسین کی شہادت کے عہد کو غلط
دیکھا گار میں سمجھا اور نہ ہی ان کے قدم پر کسی طرح کا عزراض کیا۔
تیسرا۔ یہ کہ سرکار امام حسین دوسری بار امام رفوان، قنبر، قنبر، قنبر کے
مختار تھے۔ جیسا کہ نگاہ باب غلامی کے نقد ان اور حکومت کے تقاضوں پر تھی
وہ صحیح دقت کا انتظار کر رہے تھے اور سرکار حسین کا نظریہ تھا کہ نظیریت
کی ہمہ تن اس طرح کی پیش قدمی کا سیاسی کی ضمانت پر موقوف ہیں ہے اپنی
مستطاعت کے مطابق۔ امام ہی ہمارے فریضہ ہے، انتہائی کا کفیل خدائے قدیر
ہے۔ ہمارا کام صرف یہ ہے کہ ہم صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط کہتے ہیں تاکہ عوام
ناخوب کا متباہ نہ رہے۔

عرسہ دونوں کی نگاہ دین کی مصیبت در شریعت کے مفاد پر تھی
وہ بے فائدہ کی نااہلیت پر تھی۔ اختلاف صرف دقت کے

تفصیل میں تھا۔ درچونے دونوں گروہ درجہ اعتدال پر ہی تھے اس
لئے ان میں سے ہر ایک کی فکر اپنے ہیے میں نہ
تھی۔



حامیان یزید کی نقاب کشی

اسرار جنس سر شہیدی۔ ۳۶

حجاب بڈ پٹر صاحب ماحولہ ۱۱ مئی ۱۹۶۸ء

پیشہ بد دور یہ کارہاں ہر ماہ ہماری آنکھوں کی سائش کا ساراں حرم
کرتا ہے۔ حجاز اس کی عمر در زکریا دے گاوشا یہ ہے کہ اس وقت
ہیں آپ کو ایک رشتہ دہر جاتا ہوں اسد سہارہ طائر ہوگا
ہمارے حلقہ حاسبا میں جھکن ایک سند موعود صحت ہاوس ہے
اور وہ ہے کہ کج سے حیدر رہا ہے "صداوت معاد و برید کے" سے
محمود و ہاوس نے خوشی سے کھیلتی اور میں یزید کو بر سر حق کیا گیا تھا
وہ بیدار ہاوس میں یعنی تاریکی کے حلقہ ناز و نواہات لگائے
گئے تھے۔ اس کے متعلق کچھ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ اس وقت کی اشاعت و
صورت میں دیو سدی سے تھی پیش پیش تھی اور کچھ دوست ہیں کہ ان
پہلے الام نہ تھے میرے مباد و ملاطبت خود دار معلوم دیو بند کے ہمسفر
قاری طیب صاحب کے اس وقت میں بیت کی حمایت میں ایک کتاب لکھی
تھی جس سے نامت و نعت ہے کہ یہ حضرات ہیں بیت ہاوس سے بہت دور

تجدید کہتے ہیں۔

آپ اس میں ہیں اگر بیعت دے کیسے کہ اس کی بات کر رہے
اور کس کی بات غلط تو ہم آپ کے بعد ممنون ہوں گے۔

میں اس بات کے لئے کوئی قی ہیں اعتقاد نبوت میں اس کا ملک ہے
کہ دیو سدی حضرت اہل بیت رہوں سے نہیں کہ درت کہتے ہیں اور
"صداوت معاد و برید" میں کتاب کا شاعت و حمایت کے لازم ہیں
وہ و قسہ طوطا

جواب دلمہ

کرمی؟ سلام منوں!

غائبانہ لفظ کی بات ہے کہ اس سنت کے یہ نادر حلیہ حضرت
سونا، مشتاقی محمد صاحب نظامی یزید یا عباس الہ آبادی "کہ جہاں کا مسافر
کے کام سے" صداوت معاد و برید کے جو آپ میں ہیں سنت کے مثا جہر میں فلم
کے مصداق کا ایک مجموعہ شائع کیا تھا۔ اس موقع پر مولانا موصوف نے
ایک سو نامہ کے ذریعہ شک کے تمام میر علی راہ مستند را استوار دیا ہے
"صداوت معاد و برید" کے متعلق راستے طیب کی تھی۔ مجھے بھی طریا و
ہے کہ ناموں کی ندرت میں دیو سدی جماعت کے چند علی رکے نام لکھی تھے۔
یہ مدائن جب میری نظر سے گری تو میں نے مولانا موصوف کو ایک
لوں سرمد بھیجا تھا جس کی غرض یہ تھی کہ میری غافل میں موجود ہے۔

انگ سے آپ کے سوا کا جو پ دینے کے بجائے میں اپنے کسی خط کو جواب نہ دے
کے طور پر تانتا گورنر ہوں۔ اس خط میں وہ سب کچھ سوچا ہے جسے آپ
معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ مجھ نہیں ہے کہ یہ خط پڑھ کر غلامانے دو صد کے ساتھ کچھ
حسن ظن کی مبالغہ آمیز رسا چوتھے نمبر میں روکیں گے۔ خط کی
نقص یہ ہے۔

تقرری حضرت کو ملا شوق احمد صاحب نظامی

میرزا صاحب بابا راجہ

میں نے عدالت معاویہ ویرید کے جواب میں "کرمیہ" میں فرما کے
اعلام کے ساتھ جو کچھ سرحد سے پہنچے تھے کیا ہے جس کے مطابق سے پتہ چلتا
ہے کہ عدالت معاویہ ویرید پر عدالت دیوبند سے بھی آپ سے حاصل
کر رہے ہیں اس پر اگر اس بارہ میں جو کچھ سے سیکھ میں ذیل کی چیز
معرودت ملے خط فرمائیں۔

محض عقیدہ و مسلک معاویہ ویرید کی طرف سے کسی نہ میں سے غلامانے
دیوبند کے رائے طلب کرنا ہی یہی وجہ بات میں سے ہیں کی بل غور و فکر
ہے کہ اس میں سے اس بات کی رائے کی قیمت ہی کیلئے ہیں تو
جو رائے میں کئی مدت ہوئی وہ دس چکے۔ اس میں میں کیلئے
عقیدہ و مسلک کی حالت کا محتاج ہی کہاں ہے۔ دربارہ میں خوب
مکتبہ میں سے ویرید سے متعلق کچھ موقوفہ کے ساتھ تھا۔

رائے کا آئینہ رکھ دیا تو میں دیکھ کر سوچ یہ باور کر سکیں گے کہ دراصل اس کا
عقیدہ و مسلک بھی یہی ہے۔

بہرہ نگاہ میں اس سول کے چند یقینی اسباب میں بعض فی میں
پیش کر رہا ہوں۔

میں نے عدالت معاویہ ویرید سے متعلق دیوبند کی طرف سے جو کچھ
روئے نامہ "عمیہ" دیوبند کے پڑاؤ کا شہرہ عیاں بنا آپ کی نظر سے گرا ہوگا
اس کا ایک قلم میں ملے خط فرمائیں۔

ابھی میں نے اسناد سے معاویہ ویرید پر ایک کتابت میں
کی گئی ہے جو مایہ ناز ہے کہ میں نے درج ہے جو مایہ ناز ہے
معاویہ ویرید پر ایک کتابت میں ہے کہ میں نے درج ہے
میں کی جا سکتی۔

دستخط میرزا راجہ

میرزا صاحب کی ابھی دیوبند جماعت کا مسلک و عقیدہ معلوم کرنے
کے لئے امریکہ میں گئے کا منظرہ بالی ہے در کیا میں خوش فہمی کے لئے اس کو
اس کو بھی پیش بالی رہے غایان ہے کہ عدالت معاویہ ویرید کی تائید و
حمایت میں وہ پیش پیش نہیں ہیں۔

میں نے کئی دل میں وکیوں کے ساتھ

محمود غفران قلم نامہ در حد صاحب ریاضی و ہر حقوق جدید
نویسے کتب و فروع، فردی شکر و مودت و بر سر سار تہ کو
جسرا و غاکر کچھ، عین پر ہر دے کو سار سے جو سلسلہ مند
نکل رہے وہ بت، حاتم، ناسخ، در نصیرت اور سہ سے کمال
صورت میں ملدے دیکھ، دوپ پر صاف سادہ و نیکو

صورت حدید کے ایڈیٹر عبد الرحمن صاحب در بامادی ہمارے سے کچھ
ابھی نہیں ہیں۔ یہ سب دیو مند کو دی جیسے حد صاحب کچھ لی کے جانے
پہلے نے مرید اور رئیس اس کے کوئی سر علی صاحب تھا لک کے لید و
معتقد ہیں۔ یہی حضرت میں مضمون نے حق و بی حد کی منفعت میں لیکر
نام کی ایک کتاب نفیس کی ہے حق کوئی حد صاحب کی تربیت و صحبت میں
یہ مزاج کی تبدیلی کا صاحب کر کے ہوتے کھوں نے دیو مند کی حد صاحب
شکر کے ہر دیو مند کو جس ایسی کر کے حد صاحب کی ہے دیو مند کا کھ
ہے۔ موصوف کا یہ پورے غور سے پڑھئے رت و فرماتے ہیں

ایک وہ حد صاحب کا کمال کمال در حد صاحب لکھتے ہر
بڑی بیسی حق، در حد صاحب میں شکر و ہر مرید معلوم ہونے حق
عزیز سے صورت حق، نکل لکھتے اب توحید ہی کے حد میں ہے
در پڑھے کمال کمال ہے در حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب
کا کمال در حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب

میں لکھتے حد صاحب در حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب
لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب

تھا لکھتے حد صاحب کی صحبت میں کمال، اسی اور سب باری حق سے بے تعلقی
در حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب
حد صاحب در حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب
یوں شتر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب

حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب
حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب

دیکھ رہے ہیں آپ! یہ ہیں ریو ہندی تربیت کا کمال کے حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب
حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب
حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب
حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب
حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب
حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب
حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب
حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب

دیو مند کی تربیت لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب
تو پ ہی عود کر دیتے کہ جس حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب
حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب لکھتے ہر حد صاحب

معلوم کر کے ہے کسی نئی دریافت کی ضرورت نہ ہو۔ درمیان میں خوش فہمی
 ہے۔ کبھی کوئی نئی بات نہ ہو جسے کہ جس وقت سے یہ دیر بہ دیر کی
 نامید و محنت میں اس کے قسم سے یہ قائل نہیں ہوئی ہے۔
 حلقہ رکنی دس میں تو کیوں آئے۔ اس پر

۴۵

یہ معلوم کر کے آپ کہ متوالی جبریت ہوئی کہ قلمی میں یہ پیرا لفظ
 تفصیل اور دیانت و بینگی کی ثبات کرنے کے لیے ضروری ہے۔ یہی ثبات
 میں حاصل کیا۔ یہ دیر بہ دیر کی جبریت میں یہ پیرا لفظ
 محدد و معلوم نہیں ہو سکتا۔ یہ دیر بہ دیر جبریت کے تحت
 ہوئی نہیں، محدد کنائی کا نام بھی میرا نہیں ہے۔ گویا دشمن کے ہاتھ میں تو
 تلوار ہیکل رہی ہے وہ اپنے کسی عمل کو کر رہا ہے۔

یہ خالی ٹیڑھ ہے تو تم گواہ ہو

میں دعوے کے ثبوت میں خود نمود عباس کا بہ طور ملاحظہ فرمائیے۔

معتد بہ قول احمد بن علی بن محمد بن کتب میں لکھتے ہیں کہ ساجد ہے
 کہ ساجد بن علی بن زبیر کے گارڈ کے پاس کام دیتے تھے خود یہ کہ ساجد
 بن زبیر کی اور حسب سہالہ اور اس کے مخالف سے ماں میں۔ (کتب تاریخ اسلام)
 ۴۵

ملاحظہ فرمائیے یہ ہیں بڑی ایک طرف سے صفائی کے گواہ شیخ دیوبند
 اور یہ مجھے پھر غور سے پڑھیں گے۔ "اور یہ ایک سلف بھی تارکی روایا
 مسند اور آپس کے مخالف سے حلقہ نہیں؟"

میں اس غور طلب یہ سر ہے کہ یہ ایک سلف تارکی روایت میں نہایت
 نام حسین بھی ہے۔ درمیان میں کہ بلکہ کے درمیان میں مقام بھی ہے۔ ثبات میں
 کہ میری دیر بہ دیر کی جبریت ہے۔ درمیان میں کہ کتب کی سے کرتی وہ ہیں۔ یہ نہایت
 بھی تھا۔ یہ دیر بہ دیر کی جبریت ہے۔ درمیان میں کہ کتب کی سے کرتی وہ ہیں۔ یہ نہایت
 سمجھ کر تارکی روایت کے خلاف میں ہے۔ لیکن مصحف ہمارے حق دیکھ کر
 جہاں اس سر کی شہادت ہے کہ وہی گئی ہوئی گراں تارکی روایت میں سہانہ
 اور شفاف کہاں کہاں ہے تو سچ ہی تشریح کی رحمت سے نجات جانے میں
 سے زیادہ اور اس کا قصور ہی کیا ہے کہ اس نے ہی انہماک کی تفصیل اور
 میں میں کی تشریح کا نام "خلافت میں دیر بہ دیر" رکھ دیا۔

حرم کی حکم پر رات و صبح کیا کم ہیں

کیا ضرور کسی پر میں کی بات کریں

یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اجماں و تفصیل درمیان میں شرح دونوں ملکہ نظم کے
 پیچھے ایک ہی راوی ایک ہی زاویہ نگاہ اور ایک ہی حد تک کارہا ہے۔ حق
 صرف اس ہے کہ اس کا قسم ہی ناماقتبہ اندیش گت حق کا شکار ہو کر سرس
 کے مہربان کے لئے کا سناس پیا اور شیخ دیوبند ہی مصحفیت اندیش ہو لاکہ سے
 بے نقاب ثابت ہو سکے لیکن

تربک ہیں وہ دن کہ پس پر وہ جلد
پابندی آداب طاعت و عبادت

اب آپ ہی غور فرمائیے کہ اتن سب کچھ جو جانے کے بعد ہی مند سے
کہ بلا کے بارے میں دیوبندی جماعت کا مسلک و عقیدہ معلوم کرنے کے لئے
میں مرید کس رائے کا منتظر رہا کرتی ہے اور پھر کیا میں خوش فہم کے لئے
سب کوئی ایسی شے روکتی ہے کہ خلافت معاویہ و یزید کے حاکم یعنی بعد سے
کی ترجیحات نہیں ہے۔

۵۔ نہ نئی دین میں ترکیبوں آئی زبان پر

ایک مباحثہ انتہائی اور مدلل ہے۔ در فدا کا فکر دیکھئے کہ اس کی
فہمی تدبیر جس سے جس سے کی گئی حیرت انگیز طریقہ پر اقدار کشائی ہوئی
ہے۔ محمود علی نے ہی کتاب خلافت معاویہ و یزید میں جن خیالات کا اظہار
کیا ہے وہ امام فاروقی کے انتہائی تفصیل و خط ویرانہ کی نگار
دیکھئے یہی ثابت کر کے کہ نئے عقیدے ناممکن ہیں وہ دور حاضر کے
مقدمین کی رہنمائی میں ان کے ذہن کی کوئی نئی تخلیق نہیں ہے۔ آج سے
پانچ سو سال قبل اس کی بنیاد دیوبندی فرقے کے مشہور مرید اور اس کی
تخلیق جماعت کے موجودہ سربراہ مولوی مسطور نعمانی صاحب کی ادارت
میں اُن کے ماہنامہ الفرقان انگلش کے صفحات پر چھپ چکی ہے حوالہ کے لئے ماہنامہ الفرقان انگلش
ننگر اورنگ آباد اورنگ آباد ستمبر ۱۹۵۵ء صفحہ ۲۴ کے مضامین کا خلاصہ ذیل میں ملنا فرمائیے۔

۱۔ اہل بیت کے مسئلے میں اہل سنت، افراد و تفریق میں مبتلا ہو گئے ہیں
اور اعتقاد و عمل میں غلطی سے کام لیتے ہیں۔ جن کچھ مریدوں نے بنیاد پرستی
اہل بیت اور دقتوں کو جلا کر سمجھ دینے کی غرض سے گراہی لائی ہے
۲۔ امام حسین محض اپنی ذاتی عمریت کے سواں پر تشبیہ نہیں ہے۔ صدر اعظم
۳۔ امام حسین کا خیال غلط اور باطل تھا۔ دس سالہ انصاری
۴۔ یزید کے خلاف امام حسین کا قدم بدعت و خرد و پستی تھا۔ مدد
۵۔ جن صحابہ کرام نے یزید کی بیعت سے انکار کیا یا نہ کیا ان کا قصہ جہاد تھا۔
ٹھیک اس کے ایک سال بعد ۶۱۰ھ میں حضور کے مشہور ولی ماہنامہ
"نگار" میں "مفراتان کے مذکورہ بالا مضامین پر" واقعہ ذکر ہونے کے عرصہ میں
کسی شے میں قلم کی ایک تصدیق شائع ہوئی تھی۔ اس کی ابتدائی سطور میں
ملاحظہ فرمائیے اور قارئین کے رد عمل و رد ثبات کی ایک ہیست کا ثبات دیکھئے۔

مضمون ماہنامہ کو بالامستند پڑھئے بعد میں اور کئی ایک علم دوست
میں پیچھے پڑ چکے کہ مضمون نگار اور اسے جرگہ حکومت بنی انیس
اور مضمون نگار یزید کی پوزیشن صاف کر کے در امام ہمام سیدنا حسین علیہ السلام
کی عظمت و بیعت و در امام ہمام شہادت کا مرتبہ گھٹائے میں سامنے
رہے ہیں اس لئے اگر ان کے مضمون کو محض تردید کے نام سے موسوم
کیا جائے تو بھی یہیں یہ مضمون کے پس منظر کو پڑھ کر بعض صاحبوں نے
ان پر اعتراضات کئے تھے کہ حضرت امام حسین کو وقت م کے بعد

اور پھر کہ اس حوش فہمی کے نہ ہونے کسی گوتے میں جگہ ہو سکتی ہے کہ حلاوت میں پر ابریاں کے شعلے مسلک و عقد و فیروز جاں میں
ہندہ صند

یعنی دل میں تو کیوں آئی رہا ہے

(۶)

اور پھر کا خون ہلا دینے والی غیر تو یہ ہے کہ وہ بھی حلاوت کی طرف
سے پر یہ کہ حلاوت نام ہی ہمعلم کے غلام و جارہ و حلاوت کا قد
استغنیہ پر ہی بس نہیں ہو جاتا ہے بلکہ حسیں و شمع کے بعد ہے میں رہتے
تھے ڈھنگے ہیں کہ نکھوس نام نہیں تھے تدم سے و شعلہ کی اور پیری
کارتہ ہی خرم دسوں آدمی اند علیہ وسلم کہ رات گری کے ساتھ ہی
اُڑ دیا ہے۔

تو کہ نے غلام و رے اخار و شعلہ میں کے ایلیہ یار و یونہی کرتے
کے نام موی عبد المتکو کا کوئی تھے۔ اور کچھ ہشتادہ کو اس کا کہ بلا تیر
ناتج جو تھا۔ اس میں ایک معصوم نگار و عیال حلاوت کے غلام و عید
غلاب و شعلہ و سزا دی عیتوں کو یاں کرنے کے بعد نکھاب

ابن تیمیہ و دانتوں پر نظر سے معلوم ہوئے کہ حضرت مسیحی
تہ علیہ وسلم کی طرح یزید کی مخالفت پر رفتہ رفتہ تھے۔
(۱) کچھ کلمات و محرم ۳۵۵ ۳۵۵ ۳۵۵

معد و شعلہ و رے کی حمایت میں ذہن میں تھیں وہ قتر پر رہا
و ایک عبادت غلام و رے کی۔ اس معشری و کذاب کا حصہ
ہے کہ اہم حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی مخالفت کر کے بیت و احار
سید عام صلی اللہ علیہ وسلم کو نادر و شعلہ کر رہا۔ ذرا غور فرمائیے یہ سب
رمی اللہ عنہ کے لب مادک پر اس سے بھی زیادہ دردناک و دردناک کی دو
چوٹ نکالی جا سکتی ہے۔ نفوذ سابقہ میں شعلہ و شعلہ
تھے ہیں کہ شعلہ و شعلہ نے چہ و شعلہ میں بھی نقب کی ہیں کہ شعلہ و شعلہ
یہ ہے کہ جب بعد وہ میں شعلہ کی نافرمانی بڑھ جاتی ہے تو شعلہ ہی باج
کے دلوں کو شعلہ و شعلہ اور شعلہ شعلہ کے شعلہ کی عزت پھیر دیتا ہے
وہ و شعلہ کی طرح شعلہ کے شعلہ میں مبتلا کرتے رہتے ہیں۔
اس عادتوں کے ران کرنے کے بعد شعلہ کے طور پر امر میں نکھاب ہے جس
کہ ان لکیر و شعلہ کے شعلہ و شعلہ سے پڑھئے۔

یہ کہ کو شعلہ کے شعلہ و شعلہ میں شعلہ و شعلہ کی شعلہ و شعلہ
شعلہ و شعلہ کے شعلہ و شعلہ میں (۱) شعلہ و شعلہ

اس عبادت سے امر و شعلہ کہ معاذ اللہ شعلہ و شعلہ
اور شعلہ و شعلہ میں شعلہ و شعلہ میں شعلہ و شعلہ
اس کی تفریق کے لئے یزید سے جا رہا۔ شعلہ و شعلہ کو شعلہ و شعلہ

کی تائید کو سبک و عقیدہ نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ وقت کے تقاضوں کے مطابق
نئے ماحولیت - مٹ نہ قدیم یا مودعہ بہ سنی ضرورت ہو سکتا ہے۔

خدا کے طور پر محکوم و مہی وہ رہا سبب کتاب و کتاب کے مین
غیر مسلم سربراہوں نے کتاب خلافت حادیہ ویرہ کو صبر کو سبب سمجھا نہ
کہ وہ کتاب ہر کی ہے اس کے متعلق یہ دعویٰ قطعاً قطعی ہے کہ کسی ان کا
بہ بھی عقیدہ ہی ہے۔ اس سبب میں یہ یاد سے زیادہ صحیح بات جو کہی جاسکتی
وہ یہ ہے کہ محکمہ نے کتاب کو ضبط کر کے اسے قلم کے حوالہ سے تیار
کیا ہے۔

ٹھیک یہی صورت حال داری ملک میں صنف دار معلوم دیہ بند
کا اس قراءہ داد کی بھی ست جیسے انھوں نے کتاب معارف ویرہ کی بہت
میں منبج کہ اس کے مضمون سے عام کو یہ اور کہ سبب کی کہ سبب
کے طرفہ رو میں ہیں بلکہ انیس کے حایون میں اس میں ایک ایک سو
تھے ہی کتاب میں نظر نہ میں کیا جاسکتا ہے کہ سبب دیہ بند کے سبب
جو عقیدہ بھی دیہ بندی میں کتاب کی شاعت میں محکمہ دار میں کر سے
دار کیٹ میں نے کہے تو اس وقت یہ خاتوش تھے جس دیہ بند کے باب کو
"اسی" اور "املائی" قرار دے دیے ہیں یہ اس وقت کے قلم کے
تھے تو اس وقت میں یہ خاتوش رہے جس میں جماعت کے اکثر عہد
انھوں نے اس کتاب کا موثر سبب و لہجہ میں اعلان کیا تو اس وقت میں یہ
خاتوش رہے جس دیہ بندی میں سب کے قراءان اجویہ تھے کہ سب

کی حالت میں ہاں اگر وہ کہ جس قدر ضائع کی تو اس وقت بھی یہ خاتوش رہے
مخزن دار معلوم دیہ بند کی دیہات سے کہ کچھ دیہ بند میں گشت شہزاد
مہول کے حالات یہ جہاز ملت با رہا نہ صرف بہت ہوئے رہے اور ان کے
تعمیر نو جس ملک رہے۔ کہ بلا کے تھیں وہ کا ناموس رہے اس کے ہاتھ
بھروسہ ہوتا رہا وہ یہ سببوں کے ساتھ ان کی ہے حرمتی کا نام شادی لیتے
ہے ملک میں سببوں کے حالات دیہ بندی جب وہ سببوں میں دیہ بند
منب فر و سوں کی جہاز سببوں کے ساتھ اس میں رہا نہ دیہ بند کا
نہ منب فکر کے ختم سے عمل ہوئے تھے اور یہ اندیشہ بھی ہو گیا کہ وہ
مصدقہ مسلم خوم ٹوٹ کر گنا ہو جائیگا تو دار معلوم دیہ بند کے مضمون
میں منب کو اس سے کام لیا و منظر میں نظر آیا وہ فر و سوں کے
بہت نقد و منظر کی معافی میں ایک قراءہ و منظر کر کے ملک میں
ستج کر دیا قراءہ و اس میں اس وقت کے بعد یہ منظر فیصد کرنے پر
محکمہ ہوا کہ اس کے ساتھ اس میں منب کے جانے اس میں معافی کا جہز
دیکھ لایہ پر کار و ماہیت۔ اس وقت کے قراءہ و اس کا یہ حصہ اس سے پیچھے
نہ وہ منظر قراءہ و دار معلوم کے ایک حصہ میں منظر کی تھی۔

وہ معلوم دیہ بند کہ یہ منب دار بلا میں ملک اس میں منب کی پر
لا تھا کہ یہ وہ سببوں کے حالات میں ملت و منظر کا
ملک کر کے منبوں کی تھی کہ یہ منبوں میں ملک کی تھی۔

چاہے خود معلوم ہے۔ ہاں مگر نقد کے تعلق کی امر میں ہر چھٹا کر دو
اسکے سب دیکھنے کے ساتھ سب سب کی خدمت میں بھی کرتے ہیں اور
سب سے زیادہ حوالہ کے لئے ان تمام پر ہے۔ قرار دار ہیں کہ جو
پڑکھ کر تہہ ہوئے ہوں۔ عقلمانی سمجھتے ہیں۔

[illegible]

تہا شکر اسلام پر جو جس مصیبت کو باعث ترقی قرار دیا ہے
دیواریں و صلاحت و تقویٰ حاصل ہیں تاکہ اگر کسی
میں ترقی نہ ہو تو اس کو بھی ترقی دے

میں نے جو کہ انگریزوں کے ساتھ کیا ہے اس کا نام نہیں رکھتا۔ یہ معلوم ہے کہ
کے بعد اس وقت کی حکومت پر دو پستہ ہو کر رہے ہیں اور ان کے درمیان کے
علاقوں میں جو کہ انگریزوں کے دور میں تھا وہاں کے دو حصے ہیں۔ ایک
کے لئے ہے اور دوسرے کے لئے ہے۔

دوسرے عام حالات میں تو وہ کامیں کے اقسامید لائے جاتے ہیں۔ مثلاً شہر علیہ السلام
 کے مصالح و کمالات کے اعتبارات میں، پناہ و صواب نہیں دیکھتے بلکہ جب
 کسی جماعت کی مصلحت و داعی ہوئی ہے تو اپنے دل پر عبور کر گیتے ہیں۔
 چنانچہ چھوڑ کر میں نے تہہ بڑوں کی باتیں کر رہا ہوں۔ "شہر سوانح
 "۔ نوعت دار علوم و یربہ کے ایک جلسہ و شمارہ مدی کا ذکر کرتے ہیں۔
 میر خاں و ملا ناظمہ بعض مخالفین کے متعلق لکھتے ہیں۔

اور العلوم و ہنر کے بڑے علمائے وقت پر ہمدی میں مجلس تدریس کا پر
تہ رشا رہا۔ اگرچہ اپنی جماعت کی مصیبت کے لیے غمگین و غما
صی تھا، مگر علم کے مسائل میں یہ سب سے جانتا تھا کہ اپنے شاگردوں کی
فاسدہ سے روک دے۔ یہ موقع بھی اچھا تھا کہ اس وقت نصف
ملقات کے گوشہ تاج میں حضرت راجہ (رحمہ اللہ) نے ہوا
عصر کیا کہ میں نے یہ روایت کی ضرورت ہے ورنہ روایت کی
مسکو نہیں۔ (تاریخ اسلام کے علمائے دین)

پہلی ہفت کی مصروفیت کے لئے کاغذ نہیں پرزور دے کر پڑھنے
 نوکی کے ساتھ اس کے بشتہ پیام کا سارا پھر کھل جائے گا۔ حیرت ہے کہ
 ان کا حقائق پر اقبال کرتے ہوئے اس جامعہ کے کتب خانہ کو کوئی ٹھکانہ
 وہ دور تھی تو اس جامعہ میں یہ کہا کہ تصورات کے معاملہ کا میں

۲۰. صبر کے بغیر اخلاقیات سے کیا سوسائٹی حاصل کیے ہوئے رہیں
 سہا - یہ ہے ۔

یہ کہانی نہ صرف یہاں بلکہ کھیتوں میں جو جگہاں ہیں ان کے
پہلوں پر بھی لکھ دیں کہ مسکرت صورت میں نہ لکھو
میں اور اگر وہاں سے لکھو تو اس میں کچھ نہیں ہے
ان کے ہاتھوں کا استعمال کہ اس میں کچھ نہیں ہے
میں یہ کہانی میں لکھو کہ اس میں کچھ نہیں ہے
اس طرح ہمارے یہاں میں ان کے ہاتھوں کا استعمال ہے
یہ کہانی میں لکھو کہ اس میں کچھ نہیں ہے
میں یہ کہانی میں لکھو کہ اس میں کچھ نہیں ہے

سہ میلہ انہی کے سو سو پندرہ قلعوں کا عالم یہاں دیکھئے گئے، ان میں
میں سے کچھ ایسا کہ طرح علم و ہوش کا ماحول ہو۔ فرماتے ہیں۔

عبدالغفار نے اپنے اچھے چھوٹی دلوں سے یہ کہہ کر فرار ہوا۔
(”جیسی بات جو لوگوں کی فضا سے“)

۱۰۰ روپے کا سودا کر کے ایک لاکھ روپے کی دولت بنائے۔

سے دو بیسے کی مدت تک بھی جاتی ہے یہاں تک کہ آپ یہ معلوم کر کے میری زندگی جانیں گے
کہ یہ کبھی نہ "بھگتی" کوئی بھی دوزخ کی پست سے گڑ ہو پس جب کہ تک کہ
متم دیا ہے کہ دو دھلی ایسے ہی میں مر رہی ہیں کہ وہ والی مشین بھی اس قدر
کے ہر تھکے میل ہوسکی ہو صورت میں کہ وہ خود مر جانے ہیں۔

اس بات پر توجہ کی ضرورت تھی، اور اس کے لئے ہم نے اپنے تمام وسائلوں کو یکجا کر کے
 ایک ایسی کمیٹی بنائی، جس کی سربراہی میں ایک ایسی رپورٹ تیار کی جائے، جس سے
 حکومت کو اس مسئلہ کی گہرائی سے سمجھنے میں مدد ملے۔

میں نے یہ سوچا کہ اس نوجوانی و چیز اور اسے یہ نزار رکھیں۔ یہ سب کچھ کی
 یہ یہ سوچوں نے جو ہم سب کو یہاں دی ہیں کہ میں ایک جھٹکا ملا حلقہ ہو
 رہا ہے۔

لے کہ میں نے عت کی عین اور ہر راج میں ست کچھ ہی جاتا ہے لیکن
یہ کسی نوع کا ہے جس طرح عین کی حضرات نے تہن کو تہہ لا جیسا
تجارت کرتے ہیں۔ وہاں پرستی کی حضرات نے جیسا کہ میں سمجھتا
ہوں کہ وہاں پرستی کی حضرات نے جیسا کہ میں سمجھتا

ہماری مطلوبی کے ساتھ یہاں کیجیے کہ ان میں دو نے ساتھ صرف ان کو

دوسری روایت میں ہے کہ اس دیوبند میں قریب ۱۰۰ عید میلاد النبی کے جلسوں کا مشہور ہے۔ بل کہ اسے سادہ و سخیو جیڑ دیا ہے۔

اب اس سے بھی زیادہ ایک نیا ہیرو پر کی تصویر ملاحظہ فرمائیے جہاں اسلامی کے یوم پیدائش کی تاریخ شریعت پر سے کسی بھی میں غائب ہونے کے ایک سمندر و جماعت پر نظر انداز ہے۔

۲۵۔ مکتبہ اسلامیہ لاہور میں ایک کتابچہ بتایا کہ وہاں ۱۰۰ عید میلاد النبی کے جلسوں کے انعقاد کے مقصد سے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جس کے قیام کے لئے ایک مکتبہ اسلامیہ قائم ہوئی۔

اس بات کی تردید اس وقت ہی نہیں ممکن ہو جاتی تھی کہ یہ وہی ہے جس نے اسلامی کے جلسوں کے انعقاد کے مقصد سے ایک کمیٹی بنائی تھی جس کے قیام کے لئے ایک مکتبہ اسلامیہ قائم ہوئی۔

اگرچہ وہاں جو کہیں کہیں یہ سب باتیں لائی جاتی ہیں اور ان کے خلاف میں ترقی ہو رہی ہے۔

پارین میں یہاں سے کوئی ایک سال پہلے سے

میرے ساتھ مصافحہ کریں گے کہ کھانا سو پر اس کے عید میلاد النبی پر تو میرے نفس اس قدر بدستور ہیں کہ اس کا رشتہ عید میلاد النبی کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔ میں بھی نہیں کچھ تامل نہ ہو لیکن جماعت اسلامی جو آج سے صرف پچیس برس پہلے کی نو بھاد چیز ہے وہ ان کے نزدیک اتنی مقدس، اتنی وجہ با احترام، اتنی با عظمت ہے کہ انھوں نے اس کے بانی مولانا مودودی کو دن کے اجلاس میں سجدہ و سب نیا زکا خرچ پیش کیا ہے۔ (حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو) روری سنیہ مکتبہ

اگر نو بھاد ہی ہو۔ عید میلاد النبی کے جلسوں کی حرمت کا سبب ہے تو سب سے زیادہ نو بھاد تو خود یہ جماعت اسلامی ہے اس کے وجود پر حرمت کا حکم کیوں نہیں لگایا جاتا

حسرت پامال | کشمیری مسلّموں کے جو شریعت اور دعائی دیکھتے ہیں وہ اس کی داستان شوق میں داخل ہونے کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ اسی حائل ملاحظہ فرمیں انھوں نے اپنے ہائیں بازو دے قوم پرست مولویوں کو لکھاتے ہوئے لکھا ہے۔

جہاں تو بار بار اپنے حوالہ کی توجہ دلائی کہ تم جی کشمیری ہمارے بھائی کی بات لگاتے رہتے ہو تو کیوں نہیں کشمیر جاتے اور دلوں کے صلہ نوں کو دین کی حقیقی تعلیمات سے روشناس کر کے جماعت و حریت کا تعلق قائم کرتے۔ (حوالہ ملاحظہ ہو)

کثیر تر خدمت والی نادیدہ خدمت سے دلوں محنت دیں کہ لازماً
 کی کہ کسی بوسکس پہنچیدہ سیلائی پر مہمیت دکر صیب کی محبتیں اور
 سرور و آس حق کا قلبیں دلوں نہیں منفرد ہوں گی تو بتایا جائے کہ ہر میرہ
 میں دگاہی محنت کی سرزمین ہے لیکن قیامت تو یہ ہے کہ ان "قادیان
 شروں" ذائقہ خاتمہ جو سافندہ سے اور جسے عرف عام میں "دوسہ" کہتے ہیں
 ہے وہاں بھی پست خانہ ورنہ قادیان "عید میلاد" ایسی ہی معنویت
 کے ڈانکے بچہ ہوتا ہے۔

حسرتوں کی لاشیں پر مدیر قلمی کا یہ درد انگیز مریضہ پر جسے کے قابل ہے

محنت کی حویلی ہے کہ عید میلاد انسی کی محنت ہمارا ہی طرقت
 محنت و مراد جوئی ہے۔

محنت حاصل ملنا دوسر

رہنما لایہ "مدھیوں کی دو پر جیسے دے چہ" ایمان اتاید
 اسی موتہ کے سے کسی کے تخیل میں یہ تر موتوں ہوا تھا۔
 کہیں کہیں کہیں سے کھنکھناتی تھیں اور یہاں
 ہر دے کے تو کشتی پر جیسے سے سہا سہا

ایک اور سجدہ نیار
 کیا جماعت کے سب سے بڑے توحید پرست
 اور متین کی ہر سلاخانہ حتمی مدیر قلمی

میں کے یہاں اہل اللہ کے مزا پر مٹھ جانتی ہی سویر میں کایاں یک
 کہیں عار و بوجہ تاسہ ہے انھوں نے ایک "مشتعلہ" میں پہنچے مرشد
 طریقت مولانا مودودی کے "شانے پر سجدہ" کی لگایا تھا اور اب پھر
 "مشتعلہ" میں پہنچے ریت حاکمات جو اب وحید و مدین عار و بوجہ تصور میں
 پہنچے قلم کی جیسے سار لاسی دے احتیادگر راستہ۔
 چن چہ مدیر موصوفہ ان کی ایک کتاب پر نظر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اور آج جبکہ ان کی تازہ کتاب "خدمت حق کا ایک انمول ثمر"
 تھوڑے کھٹے چوٹے ہم اپنے قلم کا جہیز کیا لڑائی کا بارگاہ میں لکھا ہے
 میں تو یہ سجدہ ہے اعتبارات کی دت کو نہیں اسی حق کو بہت میں کے
 "کے پوری کائنات حجابی کو ہی سجدہ مدیر ہے۔
 انجمنی مصلحت و منہبہ

زرا وقت کی یہ یرنگی ماحفظہ فرمائیے کہ کل جس ہم کہتے تھے کہ بھاری
 عقیدتوں کا یہ خراج صاحب مزاد کی ذات کے سے نہیں ملکہ اس عید حق کے
 سے بہت ہیں کے ہم گئے پوری کائنات حویلی شہوانی سجدہ مدیر ہے۔ تو عقیدہ
 توحید کے یہ اجارہ دہ گئے ہیں لہذا پھر کہ ہمارے "خدمت حق کا مذاق اٹھاتے
 تھے" اور سلام دایان کی ہزار ہوں جہیں شہادتوں کے باوجود ہمارے نشانہ ہی
 کہنے "شکر" سے بچے کا کوئی معطلہ ہی انھیں نہیں ملتا تھا لیکن آج پہنچے مرکز
 عقیدت کا سوال گنہگار تھیں کا سہ "شکر" کا ایک لمحہ میں یہاں دستانہ

ہم گریب ساری کو یہ چاک نور موٹی سے
ہم چاہیں جسے تو وہ دیکھتے تھے۔

۲۵۵

بیس ہزار کی پزیرائی جماعت اسلامی کے گنگوڑا روزنامہ دعوت دہلی
مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۵۷ء کی شہادت میں
جماعت اسلامی ہند کی مجلس ترقی و ترقی دہلی کی مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۵۷ء
میں میں کئی ہندو متاثرہ کے لئے ہمیں ہزاروں کا ایک منظور کیا گیا ہے جس کی
مید میں چند موم تینوں درجہ جھنڈیوں کا ہر جن کی لگاؤ نہیں ہر
کر سکتی یا لکھنؤ کے کچھ تھوڑے نے اپنی پیکور پر ایک متروک ہینکا
نیشنل کی سے ۔ گرگوشا ایم زدہ دو

تو بہ شکن موسم | یوں جوں، بیاہن کا زمانہ قریب آئے جا رہے
چروں کے نقاب اٹھاتا ہے۔ اس موسم
ہم میں جماعت اسلامی بھی آتے آتے میکے کے طرف تڑپ رہی ہے چنانچہ
اسی مجلس ترقی میں جماعت اسلامی نے ایک نئی سے تعلق بھی و نہایت
اہم تجویزیں منظور کی ہیں۔
یہی تجویزہ مقرر فرمائیے۔

[امام اہل سنت کے اتفاق سے پہلے حکم مختلف مقلدوں سے]

نقاب سے کھڑے ہونے و ۔ میدانوں کے نام جاننے چکے ہوں
مجلس شوریٰ کا جلسہ سب سے پہلے جو عظیم کرے گا کس مقلد تھی
میں رکات جماعت پر سے وہ پادری مٹا لی جانے لگا چکا ہے
چودھویں کے جلسے میں وہاں پر سبھی جا رہے۔

دعوت دہلی ۲۰ جولائی ۱۹۵۷ء

سو یہ ہے کہ آٹھ سے چند سال پہلے آپ حضرات سے باطل نظام حکم
کی تشکیل کے لئے دوٹو دینے کے لئے میں جو پادری اپنے ارکان جماعت
پر عادی کی تھی وہ اگر اسلام کی طرف سے تھی تو آج میں اسلام کا دینا آہیں
ہے آج میں وہی باطل نظام حکومت ہے پادری اٹھانے والے آپ کو
اور اگر اسلام کی طرف سے نہیں تھی تو میں اسلام پر کسی جائز چیز کو حرم قرار
دینے کا اختیار آپ کو کس نے دیا؟ درحرف ہی حواہ پر سے برقرار رکھنے
اے آپ کو؟ اسلام کا و تفرق نہ کرنا آپ کی جماعت کا دستور تو یہ ہے
کہ جب چاہے نافذ کر دیا حسب چاہ سونے کو دیا۔

دوسری تجویز میں دل کا چور پوری طریقہ غائب ہو گیا ہے

[موجودہ نظام حکومت کو غیر اسلامی و رعایا حق سمجھتے ہوں اسلام اور
مسلمانوں کے ہم مفادات کے لئے فکشن میں حواہ میں نہ رہے۔

(دعوت دہلی)

اسلام اور سائنس - اسم سے اس کا نام ہے کہ جس کی توحید کیجئے
دوست ہے۔ اس کا کار اور کھ میں لگنا۔ کل دوست ہے۔ آپ
حضرات کے نزدیک بیگنی میں دھریں جائز نہیں تھا آج اسلام اور
سائنس کے اچھے دوست ہے۔ نام پر جا رہی ہیں۔ کچھ بعید نہیں ہے کہ جماعت
مسلمانی یہ دور تو اس کامیاب ہو گئی تو کسی ہم صفا امت کے نام پر کسی
پارٹی سے آپ ہمارے سود بھی کر لیتے گا۔

اجم کو کر لگتے دراست لکھیں

دو اسلام | بعض جناب کے صراحت پر مشہور ہوئے حدیث در فرقہ و فرقہ
کے نام سے ناظر صاحب قلم "اسلام غلام جیلانی برق کی کتاب
"دور اسلام کی تعقید میں بارہ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ برق صاحب نے اپنی
اس رسوائے زمانہ کتاب میں یہ ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے کہ اسلام
ایک نہیں بلکہ دو ہے ایک اسلام قرآن میں ہے اور دوسرا اسلام حدیث
کے نبی کے نیچے دیا ہوا ہے۔ برق قرآن واسے اسلام کے ساتھ ہے حدیث
واسے اسلام سے اسے سخت نفرت رکھتا ہے

رہنے میں اس سے زیادہ سفید گھوٹ نصیب نہیں کا جاسکتا کہ خدا کا
رسول ایک لیکن اسلام دو۔ ایک ہی زبان کے نکلے ہوئے الفاظ کو سمجھنے
دو دھول سے جانا۔ منانے دے نے آیات خداوندی کو کہ سنایا تو قرآن
کہلا با یہی طرف سے کہا کہ حدیث نام چڑ گیا اور طرف تات یہ کہ میں مشورے

قرآن پر نہ چو پکی گئی مشورے سے ذیل حدیث بھی ہم تک چو پکی گئی قرآن
سے مشورے کی کیا سدا دیں مسلم غلی تو حدیث کے ساتھ ہیں کیوں تو بریں اس
نظر سے

پوری کتاب میں درت و درت پر اس کی گئی کا نام ہے کہ ہیں اس
پر وہی است ناوہ ہے کہ قرآن کیا ہے اور حدیث کیا ہے علم
س تو برنی بصیرت کا بھی کچھ معلوم ہوتا تو آسانی سے یہ سمجھ سکتے ہیں آج
کہ حدیث کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ تفسیر علم میں ہے حدیث اسلام کی زبان
بادت سے نکلے ہوئے قرآن و اسلام کے خدائی اور تشریفات و تفصیلات
کے مجموعے کا نام حدیث ہے

پھر اگر یہ حق چنبرہ نہیں ہے تو یہ یا جلتے کہ وہ نہ زمین پر کوئی اس
سنہب کا تحقیق رکھتا ہے یا پھر بنات کی کاٹر سطر ہر ذکر ناسب تو کھل کر
یہ کہیں نہیں کہ دیا جاتا کہ قرآن و اسلام کے چمکے کھلے ہم پیغمبر کی تشریفات
کے محتاج نہیں ہیں۔

حدیث کی و طعن میں برق صاحب نے اپنی کتاب کے اندر پابنت و
شرافت کا جس بیدردی کے ساتھ خون کیا ہے اس کے چند نمونے دیے ہیں
ما نظر فرمائیں۔

(۱۱)

بغداد شریع کی حدیث ہے۔ حضرت میر دائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
عنا فرماتی ہیں۔

و سہار ج فرماں میں تمہیں ہے وہ یہ کہیں ہر سے کی ایک ہے ہر طرف رسول
 اگر کم پر ہوتا ہے تو سے اور حدیث میں نہ وہ بت کرنے کے سے علم نہ ایک
 عربی فقرے کو کہ کی ایک بنا دیا ہے۔ ترجمہ شریعت و زاد جہالت ہے
 و اس سے زیادہ شریعت کج حالت کا تصور مانگنا ہے۔ یہی قرآن اور غیر
 قرآن میں ایک تیز نہیں ہے وہ کس شخص سے ہے کہ کہ الہام فراموش کرتے ہیں
 اسی مبلغ علم پر احادیث کا ذخیرہ جلا کر قرآن کی حکومت قائم کرنے کا نہیں
 غرور ماطل ہے اور اگر وہ سستہ غریب اور جان بوجھنا جوڑے۔ کار و بار ہے
 اور قرآن شاد ہیں کہ یہ ہی ہے تو اس سے زیادہ کھار بول کر و قرآن کے
 غلام اس سے زیادہ بچا رہا وہاں وہ کیا ہو سکتا ہے۔

دنیا میں حدیث کی دشمنی نے تحریف قرآن تک پہنچا دیا اب اس کا حال
 میں گر موت گئی تو تم تک پہنچنے میں کی دقت باقی رہ گئی ہے۔

بھر حدیث کے تسمیے میں دوسری تحریف یہ کہ گئی ہے کہ حضرت ام المومنین
 سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بات میں اپنی طرف سے یہ
 مکرر بڑھا دیا گیا ہے کہ "بہت بڑھا گئے تھے" حالانکہ حضرت عائشہ
 نے صرف یہ بیان کیا ہے کہ میں نے رسول خدا کو یہ کہا کہ تم نے آیت پڑھنے
 کا کوئی غلطی ان کی حدیث میں نہیں ہے نہ علم سے کوئی پوچھ کر یہ آیت
 پڑھا کرتے تھے" زیر بحث حدیث کے اس لفظ کا ترجمہ ہے۔

حیرت ہے کہ دلیلی پر کہ دوسرے احادیث میں بھی حدیث کی
 جوڑی کرتے ہوئے ذرا الجھک محسوس نہیں ہوتی۔ کم از کم فنا تو سوچا

جانتے تھے کہ مسلم شریعت الہی دنیا سے ناپید نہیں ہوتی ہے۔ ہر جگہ دستیاب
 ہو سکتی ہے۔ اس کے پڑھنے اور سمجھنے والے بھی ہر جگہ موجود ہیں۔ آخر ایک
 دم گیر کتاب کی یہ جوڑی پھیل کیسے سکتی ہے۔ بگاڑا گیا ہے غلط
 ہے عیا باش و ہر جگہ خواہی کہ

(مسلم)

نقل میں نیت کی ایک سنگی تصویر اور حافظہ فراموشی۔
 اسلام کے معمولات اور عادات میں تصاویر ثابت کرتے ہوئے گھٹتے۔

ہم گھڑا غصہ اور غشاہ کی نماز میں چار پارہ رکعت پڑھتے ہیں لیکن موطا
 کتاب الصلوٰۃ ص ۱۱ میں درج ہے ان غصہ اس المطلب کا
 بقولہ صلوٰۃ القیل والنہار مثنی مثنی۔ غصہ کا مطلب ہے
 کہتے تھے کہ رات اور دن کی نماز صرف دو رکعت ہے۔
 (رد اسلام ص ۱۱)

تمام اہل نون کی بھٹکار ہوا یہ خیانت کا دوس پرہیز کے ہاتھوں سے
 دین کی آبرو بھی محفوظ نہیں ہے۔ امر و نہی کہ حضرت عمر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کی یہ روایت نقل نمازوں کے متعلق ہے اور غضب دیکھنے کے ظالم
 ہے۔ سچ سچ سا کر دیا فرض نمازوں پر۔ چنانچہ موطا نام کی جس کتاب کے
 یہ حدیث نقل کی گئی ہے اس کے باب بھی یہاں یہ صریحاً موجود ہے

باس کے الفاظ تھے ہیں۔ باب اول فی فضل فی اللیل والنہار
ان یگوید: منشی سنی، یعنی یہ باب اس سر کے بیان میں ہے کہ اس اور
رات کے نفل دو اور رکعت کر کے پڑھنا افضل ہے۔

اس کے ذیل میں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے سید
عمر بن روق رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث روایت کی ہے

و سنہ زمین پر ایسے گروہوں افراد موجود ہیں جو خدا کا انکار کرتے
ہیں، رسول کو رسول نہیں مانتے، قرآن کو خدا کی کتاب تسلیم نہیں کرتے۔
انہیں مجبور کر سکتا ہے کہ تم اپنی رائے بدلنا دو۔ سچ بولو، ورنہ
مکرمین حدیث اگر حق سے بعد واپس آؤ، تو ہم زبردستی انہیں دین
جیں بنا سکتے، لیکن دنیا کا کوئی بھی شریع اساس اس طرح کا جو ہمیشہ
ذہن ہرگز نہیں برداشت کر سکتا۔ کسی چیر کو ماننا نہ ہوتا، کھل امتیازی
چیز ہے، لیکن دھوکہ فریب و جعل سازی کو دنیا نے ہمیشہ خدائی و ذلیل
کی فہرست میں سر روق پر قبضہ کر لیا ہے۔

(۴)

ترجمہ: ایک شرمنگ خیانت اور ملاحظہ فرمائیں۔ حق ایک اللہ
نقل کرتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں کہ کثرت اقام بین یدی رسول اللہ
جمعہم و سجدہ فی قبلتہ فاذا استجد غنوی فقصمت

رجل ناد قام لم یطہم والیہ لیس یطہم، بیجا
یہی ہے۔ حدیث میں ہے کہ میں حضور کے سامنے پاؤں اٹھا کر
پھیر کر لیٹ جاتی تھی جب وہ سیدہ کرتے گئے، گئے گئے کہ وہ کہتے
ہے کہ میں پاؤں سمیٹ لی، درمیان میں گئے تو پھر پھیر دیتے اور کہتے
ہے کہ میں موجود ہوں تو دینی باطل ہے (میں نے سنا)۔
(دوسرا سلام صلا)

اس خیانت میں توبہ کے بعد حدیث کا مذاق ان عطا میں لایا گیا ہے۔

پہلے یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شادہ اور کچھ
حضرت عائشہ ہی مالک ہونگے ہیں۔ (دوسرا سلام صلا)

جس خیانت کے ساتھ بدگیری کی اس سے زیادہ شرمنگ مثال دنیا میں
ہیں مل سکتی۔ یہی بھی بصیرت کے فلاس اور فکر و نظر کی تنید اس کا حق
اڑانے کے بجائے سفر سے حدیث کا مذاق اڑایا ہے، غمگینی کے معنی
اگر خود نہیں معلوم تھے تو بعد کی ہندیا سے پوچھ لیا جوتا، اور اگر پوری ہند
ہی کنگاں تھیں تو عربی زبان کی مستند دشمنی اللہ جس حد تک
دیکھ رہا ہے، تو یہ چل جاتا کہ غمگینی کا صحیح ترجمہ ہے (خدا سے کھٹلا دیتے
تھے، کچھ شکوت اتنا کہ دہشتہ تھے، نہیں ہے)۔

ہمارے کہ ۔ مدت کوتاہی پر ۔ نیز کے نام سلام پڑھیں اور کلام
 ہمارے وقت کے رکھ کر ہر روز پڑھیں اور ہر روز سے ہر روز
 فائدہ پہنچے اور وہ ہر روز ہر روز ہر روز ہر روز ہر روز
 لایس رکھ کر ہر روز پڑھیں اور ہر روز ہر روز ہر روز ہر روز

کے نام سلام پڑھیں اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں
 اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں
 اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں
 اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں

(۶)

اب حیرت میں مبتلا نہ ہوئے اور نہ ہی حیرت میں مبتلا نہ ہوئے
 اور نہ ہی حیرت میں مبتلا نہ ہوئے اور نہ ہی حیرت میں مبتلا نہ ہوئے

اسلام کے نام سلام پڑھیں اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں
 اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں
 اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں
 اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں اور کلام پڑھیں

اس کے بعد تحقیق کی تاک توڑی جاتی ہے ۔ قرآن کے ترجمے
 میں معنی نامی تحریرات کا بھی فہم حاصل ہو جائے
 اور نہ ہی حیرت میں مبتلا نہ ہوئے اور نہ ہی حیرت میں مبتلا نہ ہوئے

یہ بہت ہی خوشخبری کے لئے رکھتے ہوئے اور پریشان بھی نہیں ہے
 اور نہ ہی حیرت میں مبتلا نہ ہوئے اور نہ ہی حیرت میں مبتلا نہ ہوئے
 اور نہ ہی حیرت میں مبتلا نہ ہوئے اور نہ ہی حیرت میں مبتلا نہ ہوئے
 اور نہ ہی حیرت میں مبتلا نہ ہوئے اور نہ ہی حیرت میں مبتلا نہ ہوئے
 اور نہ ہی حیرت میں مبتلا نہ ہوئے اور نہ ہی حیرت میں مبتلا نہ ہوئے
 اور نہ ہی حیرت میں مبتلا نہ ہوئے اور نہ ہی حیرت میں مبتلا نہ ہوئے
 اور نہ ہی حیرت میں مبتلا نہ ہوئے اور نہ ہی حیرت میں مبتلا نہ ہوئے
 اور نہ ہی حیرت میں مبتلا نہ ہوئے اور نہ ہی حیرت میں مبتلا نہ ہوئے

اب حالات کا ذریعہ خبر نامک تمام حالت حفظ نہایت کہ حدیث کے
 انکار سے فہم حاصل ہو کہ یہ بہت ہی خوشخبری کے لئے رکھتے ہوئے

میں لکھا ہے کہ قرآن مجید میں یہی ہے اقدار
مولا کا جتنا ہے حب و شہم۔ یہ قرآن نیتہ العزیز
میں لکھا ہے کہ تیرے تار و مار و سار کیا۔

لیکن دو چیز اقدار حدیث والی چیز اقدار سے بڑھتی
ہے کہ علم ہے کیا ہے علم کن، اس میں حق و باطل کے ٹھوسے کو
دیکھ دلی اور قیصر و کسری کی تفصیل کا فیصلہ کر دینے والی بات
اور اس میں قطعاً کوئی بے لوث نہیں تھا کہ جس مقدس رات میں
یہ مشاہدات کیا گویا جاری تھی وہ رات یقیناً پھر اس
کے لئے فیصلہ کن رات تھی

(روایہ اسلام)

پھر، فہم و درست کو تہ تہ دیکھئے، حدیث دل میں اقدار
قرآن مبارک کے فزونی ہفتے میں ہے لیکن آپ کا کہنا ہے کہ آپ کی
قرصی چیز اقدار حدیث والی چیز اقدار سے بڑھتی ہے جس کا
واسطی فیصلہ یہ ہو کہ وہ یہ مضامین مبارک میں نہیں ہے، حالانکہ قرآن
کے مشاہدات سے یہ بات پوری طور پر عینہ احکام و حساب و فیصلہ
ہے جس میں آقا کریم

یہ قسم ہے کہ یہ اقدار حدیث میں ہی ہیں وہ یہ کوئی اور نہیں
یہ قسم ہے کہ یہ اقدار حدیث مبارک میں ہیں۔ یہ بے نقصان

تایا جائے کہ قرآن کا انکار کون کر رہا ہے آپ یہ حدیث
قرآن سے ہمیشہ ستیں کیا حدیث سے ہفتے کی شانہ کی گویا
کہ وہ دونوں میں کیا منافات ہے۔ فزونی ہفتے میں تو آخر زمان بھی
ہے۔ قرآن کی خلاصہ و ریزی تو غنایا کہ وہ ہے کہ یہ قدر کو جو دل
قرآن والی رات ہے اسے اس شخص سے باہر نکال دے

لیکن یہ قدر کے سلسلے میں اوپر دو سلام کی جو عبارت تھی کہ یہ
میں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ قدر وہ کیا کہ ایک نبی یا نصیب ہوئی تھی وہ
بار نہیں۔ حالانکہ اس سورۃ اقدار میں یہ عبارت بھی نہ تھی نہ اس
ذات و روح و ہمایاں، اس رات میں فزونی و رزق کا نزول ہوتا ہے
بلکہ یہاں تک بتا دیا گیا ہے کہ جو خلق قطعاً، فزونی، ہفتہ و سار و سار
رہتا ہے ان باتوں سے یہ حقیقت بھی طرما و صبح ہو جاتی ہے کہ یہ قدر
یکہ ہی بار نہیں۔ لیکن ان اوصاف کے ساتھ وہ بار بار آتی ہے ہر حال
کہ یہ ہے کہ حدیث میں یہ قدر کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے قرآن
میں اس کے لئے واضح ثبوت موجود ہیں لیکن دوا اسلام کے مصنف
نے یہ قدر کہ یہ نئی تفسیر جو تصدیق فرمائی ہے کہ وہ حق و باطل کے
جھگڑے کا وسیع دلی اور قیصر و کسری کی تقدیر کا فیصلہ کر دینے والی رات
ہوئے دلی تہذیب کے اور کیا ہے۔ قرآن میں اس طبع و فہم کے سے
کہاں کوئی اشارہ موجود ہے۔ یہ غائب کی وہاں میں ہے۔ رات کتاب
ہے، یہاں تا سار و تک ہمدی و رزق کی سیاحتیں ہیں کیلئے جا رہا

ہوتا واجب نے میں دیکھے کہ توں میں کہ بڑا عقدا، بروصحت میں
نہیں آتا، میں بیت کی ہے، دو تہی احمد خیر ہے کہ صوفی کھا پڑھا، وہی
جلی علق و جوش کے ارباب میں رہتے ہوئے، میں طرب کی جی، تپنے
سکھ سے میں ملای سکے۔ اور دعا ہے۔

۴۔ دینی عینت و فہرہ ہر درمضان میں آتا ہے تو وہ گزشتہ میں ساری
میں شمس بظاہر ہے یہ لکھتے ہیں کہ وہ سے طالعہ طالعوں میں
بازوں اور خود چوں میں اس سے خودوں کو کیوں نظر نہ آئے۔
(۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵

[illegible]

ملاو میں مرد و نظر ۱۳۰۔ خدا کے ارادے کے انکار میں لگا دین کی بدولت جتنی مصلحتیں
ہو سکتی ہیں ان کے انکار میں سب سے بڑی مصلحت بھی ہوتی ہے کہ ہم نہیں ہوتے۔
(احسان کو ترغیب مسلمانہ ۹۷)

جسمِ یہ ساقیہ ! [انکار کرتے ہوئے کہ ایک شہرہ آفاق ماہر کے
کے ایک بیٹے نے اپنے "حاصلِ حفاظہ" نمبر میں حضورِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے بارہ نہ ہونے کا تبصرہ کیا ہے۔ انکار کیا ہے کہ وہ ہر جگہ جو ہے ظہور کی
رویا ہی غلاف فرمایا۔

نہیں بڑے گروہ کی محبت، رسول کے حلقہ دوست اور ان کی دوستی مفاد سے
دھور لگی ہوئی ہے۔ شاہ محبوب کو چاند سے تشبیہ دیتے ہیں تو غلبہ یہ
ہیں ہوتا کہ وہ محبوب کو گمانی یا غیبی یا معوی یا منی یا چاند کہہ رہے
ہیں۔ کسی طرح حضور کو نور کہہ کر تشبیہ ہے جو شخص یہ کہتا ہے کہ سنا
کتیف کا ہوتا ہے اور آپ کی ذات سر سے پاؤں تک اور بہتہ دار پر
بھونک جاتا ہے کہ حضور نے ملک میں پھر در عروج و اوج میں رخ
کھینکھا ہے ہیں۔ لہذا سے نکلنے والی روشنی یا چاند لہستہ پھری ہوئی
لہجہ میں پتھر جھڑے کی طرح جس سے غلغلہ پھوٹ نکلے گا اور ظاہر ہو کہ کتیف
چراغ کی روشنی ہے۔ پرتی ہے کہ غلبہ پر

خدا کا حربے کر رہے ہونے کے متعلق غلط روایات کا اقرار کر کے اس بات کا اعتراف کرنا کہ حضور کے سایہ زبور نے کا عقیدہ وہیں ہے جہاں میں ہے بلکہ اس کے ثبوت میں روایات موجود ہیں۔ اسی طرح یہ کہ کر کہ حضور کو وہ کن بعد شبیہ ہے حضور کو رہ بھی تسلیم کر لیا گیا۔ اب صرف یہ سوال بحث طلب رہ جاتا ہے کہ جن کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو درکن گاہ ہے اور حضور پاک کے سایہ زبور سے کے باہر سے روایات میں لی گئی ہیں کیا وہ شریعت کے دائرہ میں ہیں یا اس سے کہ نہ تشریف لے گئے ہیں اور حدیث شاعرانہ کے کلام کا مجموعہ ہے قرآن بھی حقائق ہی کا مجموعہ ہے اور حدیث بھی احکام و معارف ہی کا دفتر ہے۔ جس حقیقت کا سایہ ہے تو قرآن و حدیث کے معنی غلو و بیان پرست عزائم و آرائی کا لازمہ لیکن جتنا بڑا ظلم ہے وہ حق راہ میں نہیں ہے۔

اب رہے گی یہ دعویٰ کہ حضور کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ زبور سے کے باہر سے ہیں۔ حدیث کی روایات غلط ہیں تو یہ دعویٰ دو طریقوں سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔ دوسرے یا دوسرے روایت سے مردیہ سے کہ وہ حد نہیں قبول و قرار اس مسئلہ سند اور راویوں کے شخصی معاملات کے اعتبار سے نا قابل اعتبار ہیں۔ چونکہ تحقیق کے مرتبہ نے ان حدیثوں کے خلاف اس طرح کی کوئی بکثرت نہیں نکالی ہے اس سے اس کے متعلق کچھ کہنے کا سوا ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اب رہے گی دوسری بات اس کا مفہوم یہ ہے کہ حدیث میں جو مضمون بیان کیا گیا ہے عشق انسانی سے نہیں ہیں کرتی۔

حدیث موصوف نے اپنے مضمون میں اسی طرح پر بحث کی ہے اور قیاس میں اس کے دوسرے سایہ زبور کے انکار میں حدیث مدد لیتے ہیں جس میں ان کے جواب میں حدیث تناقض چاہتا ہو کہ اس طرح کا کلمہ چھپا اور عقیدہ پر اور ذہن سے کہ کر کہ بیٹھ جائے تو انہی کے سامنے معجزات کا اسٹاٹس انکار کیا جاسکتا ہے۔

مشائخ کے طور پر جو شخص حضرت اوسنی علیہ السلام کے یہ بیجا دست برداری چھوٹے کا عقیدہ رکھتا ہے وہ اب بھی یہ سوال اٹھایا جاسکتا ہے کہ انہی قانون کے مطابق روایتی چراغ کی روشنی سے یا کسی طیف تھی سے نہ کہ بشر کے کشف جسم سے۔ پس بتایا جائے کہ کیا اس میں دیر یک میلان اس واقعہ کا نکال کر سکتا ہے؟

یونہی جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ مرد سے کہ زندہ کر دیا کرتے تھے وہ اب بھی یہ معارف قابل ذکر جانتا ہے کہ سوکھی ہوئی رگوں بکھی ہوئی رگوں سے جوئے دل اور کشمکش لاش میں زندگی کی واپس عادت اور عقیدہ ممکن نہیں ہے اس سے معارف عقیدہ و کلمی سر تا خط اور خلاف واقعہ ہوتے۔

دوسرا رد عام صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدے میں حدیث کی کتابوں میں طرح کے بیشمار دو تعارضات ہیں کہ حدیث کے ایک نرسے پر درخت چھوٹا ہے۔ ریس کا یہ شق رستہ اپنے سنہ کے لہر پر چسپے ہوئے صنف مست ہوتے تھے وہ سارے پائے پھر ہی صلی اللہ

برداشت آتے تھے یہاں بھی نیاس کی ایک ہمدی بڑا ہے کہ درموسا ہا آتے
 سمجھنا چہا پھر وہیں آتا ہے ۱۵ ہر چڑچو۔ دیکھ کے ہر چڑچو حسب سابق آتے
 تو تازہ ادرت و دب رشتہ طبیعت و عادت کے خلاف ہے اس لیے
 معذرت و قنوت بھی من گھڑت ہیں۔

اسی طرح سر کا وہ کہ جسم ایک کے، اسے یہ عام طور پر یہ دو ایک مٹی
 ہیں کہ حضور کے جسم پر بھی نہیں سمجھتی مٹی، حضور کا پیٹ خوشبو سے مسطرور
 کرتا تھا اور ہر روت کی بھیر میں حضور سے ادب سے نظر آتے تھے۔ پھر
 مٹی جسم کے ساتھ حضور تب سحر میں آتا ہوں پر گئے جنوں کی سیر لہائی
 درموسا آتے تھے سے آگے لا سکا۔ یہ پہونچے اور خدا کے دیدار سے
 شرم ہو کر کبیر و نہایت دین تشریف آئے تھے یہاں بھی معذرت
 عقل کے گھوڑے پر لا اور جو کہ سارے، غلاب کا لگا کر کیا حالت
 ہے کہ گونڈوں میں سے کوئی واقعہ بھی یہ ہیں ہے جو بیانی توں کے
 وقت لاف بشر کے عام عادت سے مل جاتا ہو۔

ہو سکتا ہے۔ سارے غرضت کے جو یہ ہیں کہ حاسے کہ سارے
 قدرت مینا ہے کہ مہر مہر میں در فہر کے بھرت ہوا کہ قدرت
 کے نتائج ہوتے ہیں در فہر ہے کہ حوا کی قدرت کسی ات سے خارج نہیں
 ہے۔ اس سے اس و تحت کہ کسک شہر کرے میں کوئی عقل و طبعی اتی رہ
 میں ہے۔ تویہ کی نہیں ہر ریشہ کی شہر ہے لیکن تے طعنوں اس
 مولیٰ کا بھی جواب دہ ہوتا ہے کہ جو خدا سے سارے بھر عقول و قدرت

کے طور پر قادر ہے وہ کیا اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے محبوب
 کو ایسا اورانی جسم عطا کر دے جس کا سایہ نہ ہو۔
 (جام کو ترکلتے)

ایک ملعون حرکت

تذیب جدید ہے جو نفس دنیا میں تقسیم
 ہیں ان میں سے ایک دل آزار لغت
 مزاحیہ کام در کاؤں بھی ہے۔ قاذون لوگوں کی عزت و حرمت کا لحاظ
 سمجھا جاتا ہے لیکن کارون اور مزاحیہ کالم میں اس سے بھی قلم کاروں کو
 جھوٹ اسے رکھی ہے۔ اسی جھوٹ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دیوبند کے
 ایک دانشور نے ملا ابن العرب کے نام سے ایک مسخرہ پار لکھی ہے۔ کچھ
 لوگوں کا کہنا ہے کہ ملا ابن العرب خود بیڑی بڑی ہے جو شہر سے بیٹھے تکتے
 ہر ماہ ایک ہزارہ مسرہ کاروں داکرتا ہے حقیقت کی ہے خدا ہی بتائے
 مادی صحت کا ایک یہاں سوز اور شرمناک نحوہ ملاحظہ فرمائیے
 کہ ملا ابن العرب ہر جہ کا کہہ سہا ریکہ زندگیوں کو زمان عاشقان
 دوبار لکھا ہے اور رشتہ ہوں سے صوفی کے گرم اور دیباہ نظام
 کی طرف مغلطات کی نسبت کر کے ہر کے من مقرب بندوں کا نہایت
 لڑائی کے ساتھ ذائق اڑتا ہے۔

سچ کی مغرب زدہ سوسائٹی میں مزاحیہ نگاری ایک آرٹ کی حیثیت
 سے قابل تحسین چیز تھی حال ہے لیکن وہ خدا کے قادر و قادر ہر متاثر لاف

کو حرم قرار دیتا ہے اس کی ضرورت کا پکا ثبوت ہے ملا ابن اعراب
مزحیہ لکھتا ہے کہ ہم پر تیسے ہی یہاں قیام کی دوسری جائیں ہیں
مرنے کے بعد آخرت کے لقب سے نہیں پکارے گئے۔

"حق کا نام دینا دوسرے سے رکھنا ہوتا ہے۔ جس کے بعد
میں محسوس کر رہا ہوں کہ اب اس کے نام کو ایک پروردگار سے ہے اور اب
سرکشی اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ وہ ہر جہت میں معصیت و ممانعت کا سبب
معلیٰ اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی تسخر اور ستیزہ پر تیار ہے چنانچہ ایک
رضی سوان کا جو سب دینے ہوئے ملا میں عرب لکھتا ہے

"فرشتہ اس شخص کی حوالہ دہانیت میں دوسرے پیر زجر فرماتا
کا فرود و نقل موشے کہ حضور عالم الہیہ اور حاضر ناظر حقہ خود حفظ
نے صحابی سے فرمایا کہ میں اس سے ایک اور چیز کا علم رکھتا ہوں
اور قیامت نامہ ہر شخص ہرگز نہیں دے گا چاہے کہیں بھی ہو
جو لوگ میرے ساتھ رخصت کا انکار کریں گے وہین دہنی ہوں
اور یونہی میں ایک شیعہ فی ہستی کا نام دیوسد ہوگا جس سے یہ
لوگ میرے مکر سے کی طرح حرم میں گئے۔

"حق کا نام دینا دوسرے سے رکھنا ہوتا ہے۔

لا الہ الا اللہ دیکھتا ہے میں آپ مزاح نگاری کے نام پر ہوں

مکتبی معلیٰ اللہ علیہ وسلم کا سنتی و دیدہ و سنی کے ساتھ مذاق فرمایا گیا ہے
نقاد توں کے سمندر میں ڈوب کر مرنے کے لئے یہی کیا کم ہے کہ ایک پر مٹی
حدیث گزار کر رسول مجتبیٰ معلیٰ اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دی گئی
اور اس پر مزید بابت جہالت یہ کہ گئی کہ جو بات سرکار کی طرف سے
حق کی گئی اس کا انداز بیان حد درجہ تسخیر و تفسیر و تہلیل و تہلیل ہے
حق کے طور پر نہیں ہیں یہ ایک نہایت محسوس اور بازاری مکتوب ہے
یہ تسخیر کی نہیں جڑ ولی خانے کا زبان ہے۔

مگر اب عرب سے اگر سہلوں کے محبوب آتے کے ساتھ مذاق نہیں
کیا ہے تو وہ "عربوں کی حق و حلالیت" نامی کتاب میں یہ
حدیث دکھلائے رہا ثابت کرے کہ محققان سے یہ کتاب و حدیث
بکمال کمال حق مطابق اصل ہے۔ اگر وہ اب نہیں کر سکتے تو
بہت رستہ نہیں چاہئے کہ اس غرض کی سرانجام میں تو وہ
غور و فکر سے مسخر و کوفہ کے رسول معلیٰ اللہ علیہ وسلم کا یہ فرماں
جہنم میں پہنچانے کے لئے کافی ہے۔ حق کا دہشی مستعد حدیث
مقتصد لا میں ان سے جو میری طرف بھولی بات منسوب کرے
چاہے کہ وہ پانچ ٹکڑا جہنم میں جائے سرکار کے متعلق علم غیب کا عقیدہ
تائید کرے کے لئے بھولی حدیث گڑھا جس کی ضرورت نہیں تھی۔ شمار
کیا۔ و صحیح حدیث کی روشنی میں یہ عقیدہ جھٹکا رہا ہے۔

علم غیب دیوبند کا یہی سنت، رخ سواضر علم غیب سے مشتق ایک سوال کے ذیل میں لکھا ہے۔

سب - جہاں سے دنیا میں ہیں۔ حضور کو عالم غیبیات اور
منوانے کی نیطیت تو اس قدر دور سے جلوہ دی رہی ہے۔
[حق تعالیٰ متعبر منظر]

ذہ غیرت پانی کے لیے میں سوچے کہ وہ از بین کشتا قدرت
بھر سہن اور دوسری طرف راغ کا خندم اور دہ کی سامی ماحول
فریاد کہ سہی سب میں کھڑی دوسرے کے بعد سہی "شیطنت" کا ارتکاب
ایکٹھے کرتے جوتے اسے در شرم غوس نہیں مویا۔ یہی ذات کے
سوال پر غیرت آجید بھی مرگئی اور علم و فضل کا پندہ بھی ملک بن چکی۔

میں کہ اگر جس غیب کی باتیں معلوم ہو میں توں کا دیوبندی
ہم! بقدر تھا در ہم لاگوں کا در بدر علم سب قیام مشتق
در علم ہیست دیرہ سے۔ یہ فرق در رخ کا فرق ہے۔ اصل دقت
و نور جگہ سر جو رہے یعنی غیب کا علم جو وقت بھی پتہ نہیں آیا
گل پر سوں پتہ نہ لگا دہ فی الحال غیب ہی ہے یہ جڑوی معنی
تیس سب بہت مرتبہ عام غیب ہیں۔ در کمال غریبہ

کلامات و احادیث: جس مرکب میں کتنی لطافت جبر ہے کہ مرکار
و اسرار عقل بھی کچھ ہیئت ہے در وہیں بھی۔ در سہ سہ و حد کو دہا
لئے پر تو سوتی ہوں شیطنت عالم بھی در جو ساری دہ کے لہ زور کو
علم غیب کہ ہم سہت در سوچے کہ وہ نہت ڈ شیطانت سے۔

نبوت کی ضرورت کے شریعت میں سید گڑب در جہت اعلیٰ کی
جہاں ہے کہ نہت و اس کو بھی کی ضرورت میں نہت کہ جہاں سے در
اس کے ذہن میں غیب کی خبر دیتا ہے کہ اس کے غیب کا علم غریب کی عطا
کے ذاتی طور پر کسی کو نہیں حاصل ہو سکتا جو بار سہت ہی ایک دہ
کا بھی علم غیب کسی کے سہت قیدم کرتا ہے وہ قطعاً نہت سہت ہے ذات
کا بھی نہت سہت۔ حدیث کا بھی نہت دہت در سہت نہت سہت سہت
یہی عقیدہ ہے لیکن جو دوسری حدیث کا لکھتا ہے کہ سہت سہت سہت
پہ ذہن نہیں ہے۔ غیر داسہت اس کے بھی علم غیب و فضل ہو سکتا نہت
در حد کا علم ماحول کر دیتے کہ سہت اس کو شرک کہتے تھے حق پر
جھکا رہی کہ خود شرک نہت دلہل میں نہیں گئے۔

معوذہ اللہ من قدر و الفساد و شرکائے متعبر منظر

اپنے منہ پر اپنا ہی صلیبی
دیوبند کا ایک مشہور ماہنامہ
جو رسول دہتھی ان سوس حق کی
بال اور حق تفریر مسلم از رہی میں پہا جو ب ہیں رکھتے۔ پہا لکھتے

کے تہہ میں اس کے بیٹھنے کا ایک اور ذرا گل دی ہے جس کے میں نظر
میں یہ سی حیات اور ہی بدویا جی کی یک نہایت تھیا نگہ نہ تری
تار تار اسکی میں سگئی ہے۔

یہ وہی مد کی طرح سے سگی منالوں کو بتات رہی بنائے کی مہم اور
میں نے میں دل آزاریوں کی تفصیلات سے مراد مانا و تقصیر
یہی وہ ایک نر ہے جس کے ذہن سے دت وہ سہرے فانی و سود کو
گئی اس کرتے میں اور سہرے معاشرے میں ہمارے علاقہ ہاتھ میں تھرکی تھرکی
من فرت پھیلانے رہتے ہیں۔

جنت کے غنوم کی شتر گاؤں میں سہلڑوں پار دیو ہدی ظہار کو متنبہ
کی بایک ہے کہ ہر وہ باج پر جو اپنی میثیت موجودہ کے ساتھ نہ
جیر سڑوں میں موجود نہ ہو ست جنت فضولت اور حرم ایک صحیح
نہیں ہے اگر اس طرح کے نقطہ قدم کی اعارت دہر کی گئی دہر سی
زادگی کا سارا خط مغل رہ سہرے ہر کے رہا نگا اور نہ اس کے مینے
موسے حالات میں شریعت کے دائرے کو وسیع کرنے کا کام قہطل میں
پڑ جائیگا لیکن یہ عظمت دیدہ و دانستہ علمی بصیرت کا خوب کرتے
رہت اور بدعتی فرشتے کی مہم پر اگر سہلڑوں میں نہ ترقی کا رخ ہوتا ہے
تاکہ نہ ہی اصرار دہری کے سے ایک طبقے کو ذہنی طور پر اپنا غلام
بن کر رکھیں۔

لیکن اب ہزاروں ہستیوں کو دیران اور لائون

زادگیوں کو تب اگر چیکے کے بعد جنت کی تشریح کے سلسلے میں ہر بات کو کل تک مطلق
تھرتے تھے سچ سی کو حق تسلیم کرنے پر مجبور ہونے کا شجہ سے سوس
پیشتر آنکھوں میں گئی ہوتی تو یہ بند دیر لگی کے درمیان حدت کی صحیح ترقی
وسیع نہ ہوتی

بہ بدعت کی تشریح کے سلسلے میں مسلک حق کی طرف تشریف و صل
قدح عاجز نہ رہیں مابا نہ تھیں دیو بند میں ہمارا اندیشہ کسی شخص سے نہ
کلج عرض کی بابت ایک سو دریا فت کیا ہے سو کا تہ یہ ہے۔

ذہنی روز کلج حرق پڑھتا ہے۔ ہمارے ایک دوست اس کو
بدعت کہے میں ساری مطلق میری سمجھ میں نہیں آتی۔
تخل پرین سٹار

بہ بدعتی ترقی کا رجحان جو اب ملاحظہ فرمائیں سہانے کی بدعت کے
اکہ بری تمام کی ہوتی یہ دوس کو یک تخت ڈھک رہے رہتے ہیں

ہمارا شترک بدعت ہے یہی تھیں مذہبی ہے میں یہ بھی ضروری
ہے کہ کسی عمل پر شترک بدعت کا حکم ملے میں عقیدہ برقی چنے
جسے لگی حرق پڑا دوسری آواز میں سمجھیں بڑوں سے شترک
یہ بدعتی در این سہ علم ہمیں متوق سے پڑھتے ہیں مسئلہ اس کے
جسویہ کی سہلڑوں کی نقص نہ پایا جائے لگا پڑھتا نہیں ہلا لگا
تخل پرین سٹار

ذرا کے متعلق بحث کہ وہ کب ایجاد ہوئے، کس نے جنیں پر دیکھ
قطعاً خارج از سوال ہے۔

ایہ دل ثواب! ذکر رسول در تعظیم نبی، جو شریعت کا اصل مقصود
ہے، اس کے حصول کے ذرائع کے بارے میں اگر یہ شرط لازمی قرار دی جائے
کہ جب تک عیسائی ذرائع کا وجود نہ ہو، خیر مقرب میں نہ آئیں
جائز قرار نہیں دیا جاسکتا تو پھر یہ سوال دعا ہے کچھ اعتراض نہ ہو میں بھی
مثبت جاسکتا ہے کہ گو وہ مقصود کے حصول کا ذریعہ ہے لیکن چونکہ وہ زیادہ
نہ نہ غیر القرآن کے بعد وجود میں آیا اس لئے وہ بدعت ہے اور اسے
ہرگز جائز قرار نہیں دیا جاسکتا ورنہ دونوں میں وجہ فرق بتائی جائے۔
یکسا اور صلا پائی دعا ہے کچھ اعتراض کے جو نہ ہو بحث کا مقصد
کے ہوتے ہیں یہ کل تحریر فرماتے ہیں۔

حق و حدیث سے منہ ہے کہ کسی مصلحت کی بات میں محدود
ہیں ہمدان کے ایک لوگ اگر اپنے ہوتے ہوتے ہمدان کے
دعا کے لئے ترتیب دے دیتے ہیں اور ان کے لئے یہ حالات ہمدان
بھاتے ہیں تو اس میں بدعت کا دخل نہیں رہا۔

رہنما پڑھو

یہ باتیں تو عمل کے لئے کارآمد ہی ہیں لیکن یہ باتیں
کہ یہاں تو نہ تو اس کی تعلیم میں اس میں حرج ہے نہ حدیث میں

انہی کے ایک لوگ، اگر اپنے اپنے نمبر کے مطابق نئے طریقے ان امور کے
سے ایسی دیکھتے ہیں اور ان طریقوں سے خلافت قائم، نکالتے ہیں
تو اس میں بدعت کو دخل نہیں رہا۔

دل کا رنگ

یہاں دو قیام وغیرہ سے مدد یعنی ہمت و نور
ہے کہ ہر عمل میں ان امور کے خلاف نہ ہر گز نہ
ہے۔ جو پھر اس دعا سے بھی، سرخ کی ہمت میں موصوف نے سر اسکا لکھا ہے
ہزاروں نعمت کی ہے وہ سب ذرا ہی ذرا درگاہی خلافت کا کلمہ ہوا ہو
ہے رحمت قدر کا یہ نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔

بدعت ان سے امور کو کہتے ہیں جنہیں وہ اپنی پیشہ سے اختیار کی
ہے۔ یہ باتیں میں ان کی کوئی اصل موجود ہو جیسے یہ
بالی جیش پیدا نہیں کیا، چنانچہ وہ اپنی نسبت سے رہا جاتا ہے
مگر شریعت سے اس کی کوئی اصل نہیں، اگر یہ بدعت تو وہ اصل
ہو، تو میں یہ بھی حضور کا مشر سے ہے۔ یہ حضور کو اس خلیفہ پر
مقرر ہوا تھا، یہ ہم سب اس میں ہوا اور ان کے لئے سزا ہے
یہ نام ہو کہ یہ بعض جگہ کا ایک کام ہے اور جو اس کا
موجب نہیں ہوتا، اس میں اس کی حیثیت یہ وہاں کے
جو سرگرم رہا ہے۔

خداوند پروردگار

کے آپ حضرت سے منت کا شیر ذلت کھڑا ہے جس کی میں رہو
 اس کے دور کی منت میں منت کا گروہ جو ان حق کو منہ کی جاب میں
 پر وسیع و وسعہ تھی کچھ کر کے قدوس سے کلام مت بہت
 یہ اگر ترک ہے تو ہم نے کب آپ سے دروغ منہ کی کہ میں ترک
 کا تمکاب آپ بھی کیجئے لیکن یہ کی شیوہ غفلت کہ کل نام تو آپ
 عقیدہ شرف امت کی جہاد پر ہیں مگر دیکھتے تھے اور آج انکار کرنے وہ
 کوہ دفرہ دے رہے ہیں۔ میں پر بھی ہم صبر نہیں کرتے کہ آپ اپنے
 کچھ ایسی موقوف پر رہے ہیں اتنی بات ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ آپ
 قابل ماریت سے کام نہیں چلے گا۔ صاف حدت میں گمراہ قسرتے کہ شاید
 کیجئے جو شرافت کا ماری سے ہر طرف تباہ کن دلی نہیں ہے۔ وہ
 کے ہاں کسی قسم کی سداش نہیں چوسکتی بلکہ وہ قرآن کا عقیدہ ہے۔
 گمراہی یا کفر سے کہ بات چلی ہے بدنامی و زشت تو حق کی
 دینی تقدس کے دوسرے مقامات دیکھتے ہیں جو میں رہو
 سے یہ کہ نہ بھونٹے آپ حضرت نے تقسیم کر رکھے ہیں میرا تمام
 کلام پرستہ بھی ایسی سے خدا کی کا اعلان کیجئے جو ہر ایک میں
 گمراہ کن عقیدوں کی شرافت کر کے، کھوں خداوند کو، خودی عبادتی
 کے آہستہ پر پائی دیتے۔ اور ہمارے مطلق غیر محققوں اور بلاد
 نہیں ہے کیونکہ اصولی طور پر ایک بات ماننے کے بعد میں کے ذہن کے
 مارے و زبات تو سیم کرنا بھی پڑتا ہے

ایصال ثواب

یصال ثواب کا سکہ بھی گنہگاروں میں کچھ بڑے تکر
 کے فائدے پر ہوتا ہے۔ اس واسطے کون سی گالی
 جو سنی سادہ ثواب کو جس کی چائی قبر پرستی، قبوری شریعت، بدھینی عقیدہ
 دیا، لاقی رسوم، شرک و بدعت، ورنہ جانے کتنے عبادات ہیں جو ایصال ثواب
 کے واسطوں کے لئے ڈھاسے گئے ہیں۔ ایک نام یہ ہے کہ موسم کی طرح حرکت
 ہر سے اسے یہ غلط بات ایواند ایکسا سنگ پر میں دیتے۔ ایک ہی جزو صبح
 کو شرک و کفریت اور سادہ سنگ یا کان جو جاتی ہے۔ رات کے نہ میرے
 میں حلال سمجھتے ہیں اور دن کے جیسے میں حرام سمجھتے ہیں۔
 مناسک کے طور پر اسی ایصال ثواب کے سلسلے میں بدعتی گناہ اور فحش
 جہاد اور دل ڈار سے وہ فحش بیان ہیں بہت لیکن اپنے ایک ہر شر
 دوست کے ایصال ثواب کے لئے ذرا انصاف و تدبیر کے یہ لفظ ملاحظہ
 فرمائیے

جو جو لوگ زندوں کی دعاؤں، صدقات و فروع سے نام نہ نہیں
 ذمہ دار کیا اور ہر ایک حدیث سے ثابت ہے
 (تکرار)

آگے لکھتے ہیں۔

اسرا و ان کا قانون ہی خدا درست سمجھا ہم بندہ را کہ یہ خدا پرست ہیں

اپنے مسلمان بھائیوں سے نہ دے اور یہ حال تو بہت عام ہیں
وہ چاہے

تھی اور عورتی ہوتے ہیں یہ ان ورثہ میں گویا ہے یا ملک
کی بیعت تو تانی موصیے کو کوئی مسلمان نہ جائے تو ایسا تو اس کی طرف
سے لاگوں کا ایسا کوئی نہیں پڑے سے وہ یہ چاہے ہیست ایسا تو اس
عرب و اس کیس کو بعد تو اس کے لئے کرنا چاہیے کہ اسے تو اس کو مقرر
پیدا چاہے۔ قرآن میں کفر سے جوڑ کر کوئی تو تھوڑے سے اور معفرت و
اس کی دعا کے تو اسے دیکھ کر بیٹھ دینا چاہئے اور اس کے ساتھ
بھی کہتے ہیں کہ اس سے اس کو پسند دلیہیں اور اس کی بھائیوں کے لئے دعا
اور یہ حال تو بہت غافل نہیں رہیں چاہئے کہ اس سے سب کو راجا
اور دوسری طرف کچھ نہیں کرنے دینا چاہئے۔ اس سے زیادہ شائستہ و مذہب
رب دیا آئیں یا جاسکتا وہ تو حسان مانئے ہیں اس کے کارخانوں
ایسا تو اس کے سونے دار رخ کو اس کے عاشرہ میں داخل کر کے بے زبان
مردوں کی۔ حال اس میں اور اس کی معفرت کا سلسلہ جاری رکھیں
اور اس کے مہنگوں عرائس کو زندوں کی حرکت تک نہیں دیتے وہ تو اس
کو کیا نفع پہنچاتے

ہم سے زیادہ دور پارسہ در کون ہو سکتا ہے اس دنیا میں کہ یہ چھو
بہ فردوں کو اور گاہا سنے ہیں ہم

علم و دیانت کا خون

دینی منصب کا یہ سب کا یہی یاد رکھنے کے
قربان ہے کہ ایک طرف تو علم نے دیوبند سے روکی
یہ قراخون، تجار مسلمین، عین بوم اور انتہام و قلائی کو تلافی و حرم دھرتے ہیں
اور دوسری طرف اپنی شہداءوں کے انتقال پر کھڑے ہوتے ہیں کہ انہوں نے حق کی خاطر اپنی جانیں
بخاں کھولیں، صفر حسین صاحب دیوبند کی ویسی کتابیں شیعہ و
میں مولانا محمد داغ حسن دیوبند کی کے انتقال پر ان کے سے یہ حال تو بہت
کی جو اس کا تذکرہ کرتے ہیں کہ گتے ہیں۔

امن سے لے کر دوسری دست دین، شیعہ کو یہ علم میں علم
یعنی جو ہے نہایت شوق و رغبت قلبی سے کہ لاکھ بچیں اور اگر نہیں
کا حق میں بہرہوار اور بالترتیب فرس مہر جس پڑتے تھے
وہاں شیعہ اسد اللہ

اس کے بعد چارم کی تقریب ملائے ہو۔

بشمول کو جامع مسجد میں جمعہ، ذی الحجہ شہر کے تمام مسلمان اور
در معلوم کے تمام علم و دین و تحقیق میں اس کے کثیر و کم
زات شریف پڑتے رہے اور یہ لکھ صاحب اس طرح باقاعدہ
رہیں فرس ختم ہوئے۔

ایمان شیعہ اسد اللہ

شیخ دیوبند مولانا حسین احمد صاحب ک موات پر سزا کے فیصلے تو یہ
کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دیوبند میں یہ سزا دینا
مغفون میں لکھتے ہیں۔

تقدیر و در یک سلسلہ ترتیبی فی تفسیح تھیں اور یہاں تو بے شمار
مباحث خند و ستد۔ مٹاؤ غلطیوں کے لئے کارکنان و اہل علم و ادب
سے شعلہ پاکیزگی کی ہلاکت ہے

نور محمدیہ تنظیم الاسلامیہ مصر

یہاں انصاف غور فرمایا میں کہ اپنے قول کا کیا کیا ہے، کیا اس سے جس شخصہ کو ایک شجرہ جاریا ہے کسی کو اس سے موت ملیں گے کہ نہ ایک سنت کہتے ہیں۔
یہ چند کی نہ نہیں نکلیں ہو گیں اور ملت کہتے تھے انھیں گئے۔

تین روز تک مسلسل قرآن مجید پڑھیں، ساقی کی بدسترس
 وہی تعبیر کا دوا بار کا تعادل دو تیس ہفت کے ساتھ جتنا اس دوا سے
 امور کی کوئی مشاں عہد رسات در ہمد صحابہ میں آتی جو اس کی فتنہ
 فرمائی جائے۔ اور اگر نہ مانہ میرا مقدس ہیں اس کی کوئی مثال جو
 نہیں ہے تو یہ امر اہم قبول کیا جائے کہ آپ مصداق کے یہاں نہ مت دو
 طرح کی ہے ایک دوسرے سے ہے اور ایک اپنے لئے ہے۔

سید بابہ کو کئی دفات پر دیوبندی حلقوں نے ایسے عزائم عطا کئے

سرگزشتوں کا مطالعہ کرو کیا ان کا متعصب خاکہ ملاحظہ فرمائیے۔ سب سے پہلے عالمکا دیوبند کی روپ رٹ پڑھئے۔

وہ معلوم ہیں فوراً بعد ان جواب کے نے کلمہ طیبہ کے مستم کا صلہ
 کر دیا گیا جس میں اور معلوم کے تمام طلبہ اساتذہ و رسلار کونسا
 نے شرکت فرمائی

د غنایا سیاست جدید کیلئے

ان کے اہلکار تو بکھر گئے جو وہیں منت مبع کر تھے، امر کا یہ تصور پڑھنے کے قابل ہے۔

حضرت مولانا رحمت اللہ علیہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے فتنہ قرآن بھاری شہید
اور دعائے مغفرت کا مسلمان پورا پورا اعتراف و وصیت کریں۔
روحِ مبارک آئنا و عید نکلتے

اسی موقعہ پر جمعہ جلسے یوپی کے دفتر سے بھی ایک بینر مشعل ہوئی تھی جس کے الفاظ یہ ہیں۔

جمعیت طلبہ کی کوئی خاص نمائندگی سے تمام تعلیمی اداروں کے اہل علم
شخصوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ دیکھیں اور شوقاگیز
ساتھ ساتھ علم پر نگاہ دوں

سچی عوام کو بدعتی کا طعنہ دینے والے ایک بار پھر مذکورہ بالا اقتباس پڑھ جائیں اور وہ خود فرماں بردار کہ مولانا محمود الحسن سے کہ مولوی حافظ گڑا ایک سپی ہے مگر دوسرے ایک ایسا تو بک ہے جس رسیت کا اہل تذکرہ کی کتاب ان میں براہ کج شدہ کون سی بدعت ہے جو باقی رد کیا ہے۔ چنانچہ مسلمان اہتمام و تعمیری قیمن و مہم خفیس وقت تسبیح و تہلیل و قرآن حوالی وغیرہ سمجھ میں نہیں آتا کہ دینی معاملات میں اپنے اور بیگانے کا حق دیکھ کر ہٹا ہے۔ جو چیزیں دیوبندی حضرت کے حق میں اور خیر و پاک ہیں ای سچی مسلمانوں کے حق میں کیوں بدعت و پاک ٹھہری جاتی ہیں۔ مگر تمام پر مجھے یہ کہنے کی اجازت دی جائے کہ حسب حقیقت کس کرسنت سے ان کی ہے تو حضرت کوئی نہ صرف اور دعائی عیاشی کے سے است میں نہ دھیلنے کا مسئلہ بغیر سادہ و سادہ کہ ایک کر دیا جائے دوم نور گلکندہ جون شاہد

سچ کی صحبت میں ہم ہیں
فکری تصادم کی ایک دھچک پائی

ہدایات کی حمایت میں منشی کے غور و فکر و وقار میں عطاء و سادہ کی تاثر پیش کر رہے ہیں۔ ان کے یہاں ترس اگر غلام و حقیقت پر ہی ہیں تو اس سے زیادہ ہمیں اور یہ کچھ نہیں کہہ چاہئے کہ کسی بھی خنلائی مسئلے میں سخت کے ایک رخ کی صحبت سب سے کر لیے کے بعد دوسرے رخ کا اظہار و انکار بدعت و افغانی کے دوسرے غور و فکر ہو جاتا ہے۔ اور اگر یہ تاثر حقیقی نہیں بلکہ نہایت پس منظر کا یہ کہ قند کے سے مسلمان شریعت کو سمجھ

کیا جاسکے تو ہمیں کہنے دیا جائے کہ اس سے زیادہ مہذب فریب دنیا کو نہیں دیا جاسکتا۔

ان دونوں حضرات میں سے ایک صاحب جماعت اسلامی کے سربراہ سلطان صاحب ابوالاعلیٰ مولودوی صاحب ہیں اور دوسرے جناب مولانا کوثر بنوری صاحب ہیں جو اپنے جماعت اسلامی حلقہ لاہور کے امیر تھے لیکن اب جماعت اسلامی کے سے نشتر ہیں۔

داتا کی نگرانی
بن صاحب مولانا کوثر بنوری صاحب مدیر شہاب لاہور سے "داتا کی نگرانی" کے عنوان سے سلطان رحیم حسین حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمی خدائے عز کے عرس شریف پر جو تبصرہ فرمایا ہے اس کی نقض ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

سلطان رحیم حسین حضرت علی رحمہ اللہ عرف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا سوسہ بیسواں عرس لاہور میں مخصوص روحانی بہادری اور عبادت محبت کے معانی میں منعقد ہوا۔ مغربی پاکستان کے دور دورہ علاقوں سے عقیدت مند ہجوم دراجہ دوم دربار میں حاضر ہوئے اور خلیفہ بخش کے کلمہ شہد سے برکت کی جگہ سب بھر بھر کر رہ گئے۔

حضرت داتا کے روحانی فیوض و برکات اپنی نگاہ پر مسلم اور ہر اذہاب و مائے مہلک ہیں مراد ہے، اور اگر دور رسانوں کے عقیدت و احترام نہ مرکز کی مشیت سے اور روحانی سکینہ ہم پر ہوتا

ہے اور جس فیسی اطمینان سکون کے حوالے سے اس پر تبصرہ کرنا عقیدے
کی توڑ سے منکار ہے۔ یہ نکار غیر فطری ہو گا اور دنیا کی کوئی
بڑی سے بڑی مادہ پرست رانسیں میں دکھا کر جانز نہیں سمجھے گی۔
ان کے علاوہ اس مرکز عقیدت و حرم کے کچھ علمی پہلو بھی ہیں
جو اپنی سنگ پرانہم و قابل توجہ ہیں۔ یہ دن ہمیں یاد دلانا ہے کہ اس
سے نو سو بیس سال قبل اس مرد حق کا وہ کارستانی ہو جو ایک عظیم
شخصیت کے سر زمین لاہور میں تشریف فرما ہوا تھا۔ اس دنوں کے بعد
راوی کا کنارہ نکلی۔ حضرت داتا گنج بخش نے اس کنارے پر ایک
مجدد پرانی تعمیر فرمائی اور اس کا نام بلند کرنے کے واسطے کی تشکیل میں
مصر واپس ہو گئے۔

بعض نادان بھی انوار کے مطابق لاہور ان دنوں میں بدوہ دھرم
کا مرکز بنی اور اس کی مختصر سی بادی کی اکثریت اس عظیم عقیدے
کی پیروی کا رہتی جو براہمی سراج کے علاوہ اصل کے طور پر پیدا ہیں
اور جس کی آواز نے براہمی سراج کے عقیدے کو اس زور سے منتشر کر دیا
کہ برہمنوں کے بڑے بڑے خدام لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ جہاں بدوہ
جدید تعلیمات کے مطابق ذاتی طور پر اس تک پہنچے یعنی خدا کے
وجود کا احساس اور وجدان انہیں حاصل نہیں ہو سکا تھا۔ ان پر جو
میت بگشت چولی رہا انہیں کی نیکی کی تو قیں تھیں جو خود انہیں کے
ہندو قدرتی طور پر موجود تھیں۔

پرمی سامراج نے اپنی محسوس پاؤں کے مطابق جہاں بدوہ کو پست لانا
تھا اس کی فہرست میں ایک جہود کی حیثیت سے شامل کیا اور جہود
جہود کی ذات کے چند سو سال بعد بدوہ دھرم مندوستان میں پیدا
دھرم کے ایک فرقے کی حیثیت سے قبول کر لیا۔ حضرت داتا گنج
بخش رحمتہ اللہ علیہ جب لاہور میں تشریف لائے اس وقت بدوہ دھرم
بعد دھرم کے ایک فرقے کے طور پر رائج ہو چکا تھا اور جہاں
مردی ہو جائے مرکز بن چکے تھے۔

دوسرے مفسرین میں یوں کہہ لیجئے کہ لاہور بہت پرست تھا جس پر
سلطان احمد فیض نے غور کیا کہ اس مرکز میں وحدانیت کی شیعہ
کی اور اس کام کو آگے بڑھانے کی بدولت ضرورت کی جس کا آغاز
کچھ عرصے بعد ہوا تھا۔

حضرت داتا نے اس کام کو کس حوالے کے ساتھ سمجھے ہو یا
مردی نہ رہا بات میں اس کے جو معنی حسین اور دل نشیں انداز نظر
آتے ہیں ان میں سے ایک انداز یہ بھی ہے کہ کرم ذکر تہائی ہندو کے
دیس و طریق ملتے ہیں اسلام کی نشر و تبلیغ کا ایک وسیع سلسلہ
قائم ہوا جس کا مرکز حضرت مکریم کا رہا جسے الاحترام مزید ہے
اس کا ایک بہت خوب صورت انداز یہ ہے کہ جو علاقے میں وقت
اور رسالت کی تبلیغ کرنا اسے تمام بڑے بڑے مشائخ حضرت مکریم
ان کے مزور پر چھڑ گئے اور ان کے بعض سے جہالت اور قوت

عمل حاصل کرتے تھے۔

جو جن دسویں ہجری پاک پٹن اے عظیم شہر حضرت پیر گنج شکر
رحمۃ اللہ علیہ نے سکا داربارہ کے دروازے پر تھیں چلے کیا دریاں سے
نیض پایا۔ حضرت شیخ ابھیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کسی ستانے
سے جازت حاصل کی۔ دوسرے لفظوں میں حضرت و گنج بخش
کے یحسان کا وجہ سے لاہور شہر ہندی ہند کے علاقہ میں اسلام کی
نشر و شاعت اور تبلیغ کی ایک بہت بڑی تنظیم کا ہیڈ کوارٹر
قرار پایا۔ (رشہاب لاہور ۳۲ جون ۱۹۲۵ء)

قلم کا حق | سرکارہ داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک
کے سلسلے میں مولانا کوثر نیاز کی کے رشحات قلم کے
پر خط کشیدہ فقرے دوبارہ پڑھئے۔

مزار پر عمارت گزروں دلوں کی حقیقت و اعتراف کے مرکز کی حیثیت
سے جو روحانی تسکین ہم پہنچا ۳۰ دس برس کی اطمینان رسکون کے بعد
نہ تھے اس پر شبہ کرنا عقیدہ سے ہی قوی سے انکار کرنا ہے
وعدہ ایف و رسالت کی تینوں کو یوں کہہ دے ہر سے اٹھائے
حضرت موم بنی کے مزار پر چلے کرتے اور کسی دورہ نہیں سے اجازت
وقت میں حاصل کرتے تھے۔

قلم کا یہ ذمہ دہ اگر مرد مومن کے منضمیر کا عزت ہے جو سرت حق

سب سے کسی بات کو قبول کرتا ہے تو میں مولانا کوثر نیاز سے مرد مومن کے
کہ داتا کی توقع رکھوں گا۔ نیاز کی صاحب اس وقت فکر سے بہرہ
ہوں گے جو مزارت دیا اسکے سلسلے میں نہایت محنت و دش و درجہ
و اس نہ کہ ہے حقیقت کے ہر سے سے غائب کی کے ہے اس واقعہ
پر غیر منقسم ہندوستان کی ایک ملک گیر تنظیم خلافت کمیٹی کے وفد کی ایک
ریپورٹ کا تذکرہ ضرور کی سمجھتا ہوں جسے چند بیجان حیرت و تعجب کی
تحقیقات کے لئے ہندوستان سے مجاز بھیوا گیا تھا۔

اس ملک راتان کی غفیل یہ ہے کہ ۲۴ اگست ۱۹۴۵ء کی ایک
پریس رپورٹ نے لندن سے ہندوستان کی خبر رساں انجینیر کو ایک تاد
بیجا جس کا مضمون یہ تھا۔

داتا گنج بخش سے یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ مولانا نے دینے پر
مولانا کوثر نیاز کو دیا ہے جس سے بہت اطمینان ہوا۔ سجدہ خوی کے ہے
کس میں رسول اللہ کی قبر ہے حد سے پہنچا اور سیدنا حمزہ کی
سجدہ شہید کو دی گئی ہے۔

(ریپورٹ خلافت کمیٹی حیدرآباد)

اس رزہ خیر خبر سے چاہے اسلامیات ہند میں ایک قیامت نما
بیجاں پیدا ہوگی چنانچہ مشفق خواہ کے مطالبے پر خلافت کمیٹی نے مختلف
حاملوں کے نوٹس دیا پر مشقتیں ایک دند حالات کی تحقیقات کے سے مجاز

دوسری خدمت کیلئے کا یہ دوسرا وفد تھا جو مندرجہ ذیل ارکات پر مشتمل تھا۔
 ۱۔ سید سید یحیٰ بن ابی بکر ۲۔ دلا، محمد عثمان ۳۔ مولانا مفضل علی خاں
 ۴۔ سید نور محمد حسن ۵۔ مولانا عبد المجید بدایونی ۶۔ سر شعیب الرحمن
 وفد نے دس سو چالیس روپے امداد دی، لیکن

مکہ میں جہت امداد کے مزارعت شہید کر دئے گئے ہیں۔ مولدہ ہیں
 ریسوں میں مکہ میں حضور کی رلاوت اس وقت ہوئی تھی، تو رولا
 گیا سہد لیکن نجد کی حکومت نے یقین دلایا کہ یہ کسی کے مزارعت
 رولا تھے سنا۔ یہ سوک نہیں گیا ہوا تھا۔ دوسرے مزارعت
 کیلئے ۴۴ مرتب کر دئے۔ سید سید یحیٰ بن ابی بکر وغیرہ

پھر وفد میں مقررہ ملاحی کی کالفرنس میں شرکت کے لئے خلافت کیلئے
 کی طرف سے ایک اور وفد کو مقرر کیا گیا جس کو وفد کو روانہ
 چشم دید رولاوت اور اپنے و جہی تاثرات کی جو رپورٹ سنا کر ہے
 اس کا یہ حصہ حاضر طور سے پڑھنے کے قابل ہے۔

۱۔ دوسری کو ابتر خازن ملاح پر لنگر خاندان جو اس وقت سب سے
 جو جہت تک رہے لنگر گوارہ ہیں جو صومالیوں اور حبشہ ملاحین اور
 برتھان۔ اندر میں تھی لیکن اس وقت اس قدر کہ قبول کرنا

۱۔ دوسری کو ابتر خازن ملاح پر لنگر خاندان جو اس وقت سب سے
 جو جہت تک رہے لنگر گوارہ ہیں جو صومالیوں اور حبشہ ملاحین اور
 برتھان۔ اندر میں تھی لیکن اس وقت اس قدر کہ قبول کرنا

دوسرے ملاحین کیلئے ۴۴

اس کے بعد کا یہ لنگر، بڑا ہی عبرت انگیز ہے۔ خوش تاب آنکھوں سے پڑھے

لیکن جہہ ہونے کے سبب پہلے ایک دکن حکومت شیخ عبد
 عقیق سے جب اس جہر کی حقیقت دریافت کی تو انھوں نے تصدیق
 کی اور یہ فرمایا کہ کئی قوم بہت دور کھڑے استیصال کو اپنا پہلا
 فرض خیال کرتے ہیں۔ اس میں میں آؤ دنیا کے اسلام کے ملاح
 کی کوئی پروہ ہیں کہ کئی خود دنیا کے اسلام کو پیش ہو یا تار میں
 بہر کیف حالات و وقتات کچھ ہی ہوں سلطنت عبد
 کے تمام جہی دور و اسب الاطفا و عدوں کے باد جو و مدینہ
 کے تمام تھے گرد و گھٹائے ہیں۔
 دوسرے ملاحین کیلئے ۴۴

دوسرے ملاحین کیلئے ۴۴

۱۔ دوسری کو ابتر خازن ملاح پر لنگر خاندان جو اس وقت سب سے
 جو جہت تک رہے لنگر گوارہ ہیں جو صومالیوں اور حبشہ ملاحین اور
 برتھان۔ اندر میں تھی لیکن اس وقت اس قدر کہ قبول کرنا

پاکستان کی بربادی سے متعلق جو رائے کی رہی ہے کہ جو ہم نے پاکستان میں پیر دین کی آمد کی ہے کہ بڑے کام میں تو بہت بعد رہا ہے۔
 مولا کوثر نے زنی و تعلق و تعلق کے مزار میں رک کو ملت و
 احترام کا مرکز اور روحانی خزائن و برکات کا سرچشمہ سمجھتے ہیں تو انہیں کلمہ
 کے محاذ پر حق سے قطع کے تیار ہونا چاہیے۔ مزار کی عزتوں پر
 پاکستان میں بھی غلط فہمی ہے کہ اس کی نہیں ہے 'فانہ' ترجمان القرآن
 'انتقام' پران و غیر کے ہمارے مختلف مقامات پر جو موجود ہیں کھو گئے
 ہیں وہ کوثر نیازی کو کورسے رہے ہیں کیا یہ زنی صاحب ہر گز کے
 مفادات سے بالاتر ہو کر صرف حق کی حمایت کے لئے اس کو ادا کا جواب
 دیں گے؟

خلافت کعبہ کا چلوس | چند سال ہوئے پاکستان میں خاندان کعبہ
 کا خلافت تیار کیا گیا تھا جب اس کی
 تیار ہی کا کام نہیں ہو گیا تو جماعت اسلامی کے سربراہ علی مولانا ابوالاعلیٰ
 مودودی نے نہایت تیز و اشتہار کے ساتھ اس کی نمائش کا اہتمام
 کیا۔ بڑے بڑے مشہور ہوں پر اس کا مجلس لکھا اور سوشلسٹ ٹرینوں کے
 ذریعہ شہر شہر کی زیارت کر لی اس موقع پر بعض معلقوں کی طرف سے
 نہایت سنگین قسم کے اعتراضات کیے گئے۔

احقر اس کو یاد میں زیادہ تر وہی لوگ تھے جو بار بار حریت کے
 ذریعہ، مات پر شہرک و بدعت کہنے کے حامل بنائے گئے ہیں۔ چنانچہ

ان اعتراضات پر مولانا مودودی کے تمام ایک مرقعہ یا بن نہ ترجمان القرآن
 لاہور میں شائع ہوا۔ جس کے مندرجہ ذیل سے کٹری تو جسے پڑھنے کے
 قابل ہیں۔

صاحب میں بیعت شد کے خلافت کی تیار ہی، ورنہ گمانی کا جو شہرت
 پاکستان کو، اور آپ کو ملے ہوئے باطل فخر و مدد ہے مگر اس
 خطے میں بعض معلقوں کی جانب سے پہلے تو آپ کی نسبت پر حملے کے لئے
 دیے گئے ہیں کہ وہ اصل آپ انہی اور اپنی جماعت کے داخل شانا
 چاہتے تھے اور اپنی پہلی گونا چاہتے تھے، ورنہ آئندہ انتظامیہ
 اس کے خلاف ساتھ اس سے پہلے اس کا کام کر پتے ہاتھ میں
 رہا کہ شہرت بھی حاصل ہو اور ایکسٹنشن کے لئے لاکھوں روپے بھی
 خرچہ ہوئے۔ (ترجمان القرآن لاہور جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۱)

مولانا مودودی کی شخصیت پر ہے اعتماد کی کا اظہار کرنے کے بعد بہتر ہی
 نقطہ نظر سے اعتراضات کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ کہتے ہیں۔

اس کے بعد بعض اعتراضات اصولی و دینی رنگ میں پیش کیے گئے
 ہیں مثلاً یہ کہ گناہ ہے کہ
 (۱) خلافت کعبہ کو قرآن و حدیث میں شعا تراشہ کے ذریعہ میں شمار

نہیں کہیں گے میں نے چھوڑ دیا۔ اس کی تقدیر میں کوئی حکم ضروری نہیں
 ہے نہ کچھ نہ ایک لکھ ہے۔ اس سے نہ کچھ نہیں خواہ کچھ کی نیچے سے
 ہے یا نہ ہے۔

فلان کعبہ کی سائنس، ریاست اور اسے چلو س کے ک خود نہ کرنا
 ایک بدعت ہے نہ کہ ایک ہی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت راشد کے نام
 میں بھی ایسا نہیں کیا گیا۔ حالانکہ طوطا اس نام سے بھی پڑھایا جاتا
 تھا اگر خیرات کی سائنس کرنا، اور اس کا نام لگانا عورت کو پھر
 اچھا کرتا ہے اس کے دونوں کا بھروسہ کہوں نہ کیا جائے کہیں قرآن نے
 صراحت کے ساتھ اشارہ فرما دیا ہے۔

جو غلوں یعنی چڑھایا نہ گیا ہو بلکہ چڑھانے کے لئے نہیں کیا گیا ہو
 وہ تو بعض کچھ ہے۔ خود دیکھتے ہو کہ اس کی زیارت کی
 اور کرائی جائے۔ اور اسے جہنم کے ساتھ صوموں کی شکل میں نہ
 کیا جائے۔

۱۔ پھیل جائے خود ہر شے فی مدینہ اور بدعت محمود بن
 کے علاوہ بدعت دیر بدعتا، منکرات اور عادات کا جو جیسے
 چنانچہ غلوں کی اس طرح کی زیارت اور نہائش کا یہ نتیجہ ہے کہ
 مروجہ اور عورتوں کا احتلاط ہوا ہے۔ عورتوں کی پردہ داری اور
 بھرتی ہوئی ہے۔ جائزات بنت ہوئی ہیں اندر لے چڑھانے سے نہ
 غلوں کو چھوڑا ہے۔ اس کے گرد طواف کیا گیا ہے اس سے تمہاری جہا

طلب کی گئی ہیں مگر اس کو جسد کے لئے نہیں اور اسے حضرت
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر چڑھایا گیا ہے۔

ترجمان القرآن لاہور جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۱

مولانا مودودی کا دھندلے جواب
 اپنے ہی فکر کی باتوں
 میں ڈھلے ہوئے ذہن

کی اس تپ مست خیزی کا جو جو ب مولانا مودودی نے سپرد قلم فرمایا ہے
 وہ اس کی طاقت بہت زیادہ ہے کہ اپنی گدگد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کے
 خیرات کی حیرت انگیز کہنوس نئیوں پر وہ شعلہ ہے جس میں فریادیں کے ساتھ
 بولنا مانے ہیں اس پر کتب فکر اپنی دفاع کی نذر کیا ہے وہ انہی کے قلب و
 جگر کا حصہ ہے۔ جواب کے سرور جو ذہن پر گراں چشم حیرت سے ٹوٹنے کے
 قابل ہیں۔ یہی شخصیت پر الزامات کی صفحہ پیش کرتے ہوئے ارشاد فرما
 ہیں

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ میری نیت ان پر کیسے مشکفت ہو گئی اگر وہ
 قدس سرہ دلالت الصلوات ذرا بوسے کے دلی ہیں تو یہ اس سرگ
 پر بدعت سے شہ چیز ہے جس پر وہ رفت فرما رہے ہیں۔ اور اگر انھوں
 نے بعض ایسا منکرات کا بنا ہے۔ بات میری طرف منسوب فرمائی ہے
 تو شاید انھیں قرآن و حدیث میں صریح شرک و بدعت کی ہر بات
 علی ہر گز بتائے آخر کے متین احکام الہی کا کلام ہے میں گھر سے
 برآئے

ترجمان القرآن جلد ۱۱

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نیتوں کا حق صرف خدا جانتا ہے اور
لا رہیب کہ بدگمانی کی نہ سے ہوتا، قرآن قرآن وحدیث کی نظر میں قرآن
مصحفیت ہے۔ لیکن بندہ پرورد کیا چھو سکتا ہوں کہ تائید کے محفوظ ت
صرف آپ ہی کے حق میں نارہی ہوئے ہیں، اور بھی کوئی شریک ہے
زمت نہ ہو تو ذرا بھی مٹ کر دیکھئے، آپ کی مشہور کتاب "تجدید دین"
کی یہ سطور کس کے نام سے منظر قریب پر ثبت ہوئی ہیں۔

نبی و علیہم السلام کی تعلیم کے اثر سے جاں لوگ خدا سے واحد و قادر
کی خدا کی تائید ہو گئے اور اس سے خدا کی دوسری قسم تو
محضت پر گئیں مگر انبیاء و پیارے شہداء اور صاحبین، مہاویہ تعلق
ابدال، علماء و مشائخ کی خدا کی پوری کسی کسی طرح خلق کے میں اپنی
جنگ نکالتی رہی جاویں وہ غور سے مشاہد کے خدا کی کو چھوڑ کر ان نیک
بدول کو خدا بنا لیا۔ (تجدید دین)

شرک کا پوجا پاٹ کی جگہ ناسخ، زیارت، عرس، منہل، چڑھا
فلان علم، قرآن، اور اسی قسم کے دوسرے یہی اعمال کی کیا نئی
شریعت تصنیف کر لی گئی۔ (تجدید دین)

یہ فی جہاں تو کہ جو لوگ اسلام میں داخل ہوئے تھے وہ اپنے ساتھ

شرک کا تصور ات سے چلے آئے اور یہاں کو صرف اتنی تکلیف
کوئی پڑی کہ پرانے معبودوں کی جگہ برکات سلام میں سے کچھ
معبود تلاش کریں، پرانے معبود (جیوں) کی جگہ مقدس اور ساری
کام ہیں۔ (تجدید دین)

نیک بندوں کو خدا بن لینے، ایک نئی شریعت تصنیف کر لینے، اور مقبر
ادب کو تخلص کی جگہ استوائی کرنے کا لازم عقیدہ تہذیب و پیادگی نیتوں
پر حملہ نہیں ہے تو وہ کیسا ہے۔ عزارات مقدسہ کی فیض، مہاویہ پر چین
رکھنے، داؤب کے دوسرے روزن جھانک کر کیا آپ نے دیکھا ہے کہ دہلی
پرستش کے سے راتھ نیک بندوں کے احسانم دیکھے ہوئے ہیں؟
یہی حالت ہی زیارت، زیارت، زیارت، اور عرس و سارے طریقہ
رکھنے اور سب کچھ سچے یہ دریافت کرنے کی رحمت فرمائی ہے کہ شرک کا
پوجا پاٹ کے تباہی میں دوسرے مہم انجام دیتے ہیں، ان تمام چیزوں
سے ان کی غرض انصار قریب، اور فخر عقیدت ہے۔

صد تیغ کہ آپ سے سر سے جن زماں کے دن ٹھیکے تھے کتاب
صفت کا سہارا ہے، وہی عزارات دوسروں کے سر دے ہو گئے
سب کو ذرا بھی دقت پیش نہیں آئی، دنیا کا کوئی سہارا ہے، نہیں رو
ادب کہ پناہ معبود جتنا ہے، اور احسانم کی جگہ قریب کی پرستش کہتا ہے۔
میں کہنے دیجئے کہ مسلمانوں پر اس طرح کے کرامات عائد کر یوں

یا تو عابد بنی بے لعل و زور ہوئے کے مدعی ہیں یا پھر ہر گز ل کی داد سے
بہتان و سزا دیکھتے ہو برین میں کسی کے ادب ہیں

سواب کا دوسرا پیرا۔ اس علاقہ فراموشی، تحریر فرماتے ہیں۔

مشرک و کافر کے خلاف کا علاقہ صرف یہی چیز دوسرا نہیں ہوا جس کے لئے
مشرک و کافر نے یہ غلط فہمی پائی ہے بلکہ مردود چیز جو خدا پرست کی مد
ہو نہ مرد و کافر کی مالکیت ہے اور جس چیز کو بھی شرعاً حلال نہ کرے
حضور چاہے کہ نہ کسی کی بیعت کرے اس کا احترام بجا اور مست ہے
یہ احترام سب شئی کا نہیں بلکہ اس خدا کا ہے جس کے لئے سے مخلوق
کے لئے کی بیعت کی گئی ہے

ترجمان قرآن

خدا کا شکر ہے کہ آج اپنی دنیا کے لئے سب سے پہلے ہمارے منہ کی بات سمجھیں
ہے رسول اور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قیام تقیہ کی دین میں۔ ہمارے لئے
دو بیعت ہیں کی جس میں خدا نے سب اسرار پر ہے کہ مشرک و کافر کی تعظیم
بجائے اور دوسرے قوی کی شان ہے اور آخرت کی وقت نہ ایک سچی بات کا
سب سے عزت کو رکھا گیا۔ یہ فرمایا جائے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی رشتہ پرستی کی علامت ہے یہ ہیں؟ اگر ہے تو ان کی تعظیم و شکر انہی
کی تعظیم سب حضرت کیوں سمجھتے ہیں؟ آپتوں کو کیوں نہیں سمجھتے؟ اگر ان کی

تعریف کی جائے یا تعظیم؟ خدا پرستی کی علامت ہونے کی حیثیت سے دراصل
یہ ساری تعریف و تعظیم اس خدا کی ہے جس نے انہیں کائنات گیر مخلوق
کا مالک اور لاشعربیک خدا کی دیکھنا شروع کیا ہے یہاں ہے پھر ان خدا
کے ساتھ روحانی اور مادی اور سب کے نزدیک نہایت کی زیارت اور خدا
پرستی کے رشتے میں سے تو کیا جاسکے کہ کبھی تیرا دشمنان حق اور
کفار کی قبروں پر بھی غصے ہوئے دیکھیے۔

مباہوب کا تیسرا پیرا۔ اگر ان پرستے۔ بدعت کے شرعی مفہوم پر
ایک فیصلہ کرنا بہت کرتے ہوئے۔ شاید فرماتے ہیں۔

اسی اصل کو بدعت کہہ دے۔ اس سے کہنے میں ہوا۔ ہستی
نہیں ہے کہ وہ ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے میں نہ ہوا۔ حق و نفی
کے عقیدے و مردود ہر نیا کام بدعت ہے مگر شریعت کی پہلو
میں جسما بدعت کو حدوت قرار دیا گیا ہے اس سے مراد وہ بیانات
ہیں جس کے سے شرعاً میں کوئی دین نہ ہوا جو شریعت کے کسی قاعدہ
الحکم سے منع ہو اس سے کوئی ایسا نکتہ حاصل کرنا کہ کوئی
ایسا دستور وضع کرنا مقصود نہ ہو جس کا شریعت میں احکام دیکھا گیا
جس کا نکتہ لا اسے خود ہے وہ یاد دہرد پس اس دعا
کے ساتھ لازم کہ اس کا نہ کرنا اور نہ کرنا فرض ہے

پر صورت اگر نہ ہو تو مجرد میں دیکھیں گی ہمارے کہ فلاں کام حضور کے
دوران میں نہیں ہوا ہے بدعت بمعنی منشاءت نہیں کہ جا سکتا

خدا کی ہے کہ اب الحمد میں چار حد نہیں نفل کی ہیں جن میں بتایا
گیا ہے کہ حد رسالت و در حد شخص میں جبکہ کی طرف ایک لہجہ
اذنی تھی حضرت عثمان نے اپنے دور میں ایک اذان کا اور ضابطہ
کر دیا لیکن اسے بدعت منشاءت کسی نے بھی قرار نہیں دیا بلکہ عام
امت نے اس نئی بات کو قبول کر لیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (نور چاشت) کہتے ہیں کہ
بدعت اور حدیث کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ
انہما العین احسن ما احسنوا یعنی انہما بہترین سے کام لیتے
ہے جو لوگوں نے نکال لئے ہیں۔ نیز فرماتے ہیں کہ یہ بدعت
چھ اور بھی بدعت ہے اور فرماتے ہیں کہ یہ حدیث احسن
بیشک احب ان وہی لوگوں نے کوئی یہ نہی کام نہیں کیا
جو بعد اس سے زیادہ پسند ہو حضرت عمرؓ کے نزدیک اس سے
بہتر وہ طریقہ جاری کیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کے بعد
یہ نہ تھا نہ خود اسے نہی کام کہتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ حدیث
الحدیث حدیث کا (کسی ہی چھوٹے نہی کام ہے)

اس سے معلوم ہوا کہ مجرد یا کام ہونے سے کوئی نفل بدعت
نہی ہو نہیں سکتا جاتا۔ بلکہ سے بدعت نہی ہو سکتا
کہ کچھ شرعاً نہیں

امام نووی شریع مسلم کتاب التہجد میں کل حد حدیث
کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں علماء نے کہا ہے کہ بدعت بمعنی
بدعت بدعت سے کام کی پانچ قسمیں ہیں۔ ایک بدعت واجب ہے
اور دوسری بدعت مندوب ہے (یعنی پسندیدہ) تیسری بدعت حرام
چوتھی مکروہ اور پانچویں مباح ہے۔

اور تحقیق یہ ہے کہ جو نیا کام شرعاً مستحسن کی ترویج میں آتا ہو
وہ مباح ہے اور جو شرعاً برے کام کی ترویج میں آتا ہے وہ ہر
جگہ اور ہر پھر مباح کی قسم میں سے ہے (فتح الباری)
(ترجمان القرآن)

بدعت کی تشریح میں جو حقائق اور سپرد قلم کئے گئے ہیں ان سے اگر صرف
اپنا دفاع مقصود نہیں ہے بلکہ واقعہ مسلک بھی یہی ہے تو نقصانہ طور
پر عرض کروں گا کہ اب ان تمام فرقہ پرستوں کو سمجھ کر دینا چاہئے
جس نے ہند پاک کے کروڑوں مسلمانوں کو بدعتی بنانے کی ہم چلا کر دینے
اسلام کا من و مانا خاتم کیا ہے اور بدعتی حدیث کے گنہگار ہیں
ان تمام مانیات حق کو ایک سید کا مروج کی طرح کھڑا کیے جائے تو نہ

ہا میں معلوم کرنا چاہت ہوں کہ کس فقہی تلامذہ سے یہ دعوت
مضامین کا ترک ہو ہو؟ ہر سب دشمن کے کھانے کوئی سبب
مجھے بتا رہی کہ پھر بھی یہ دعوت مضامین ہی ہے لیکن نام ادا کرتا
چھٹے میں ذرا بڑا ہوتا ہے نہ ہوگا۔

گرونگ میں ہر پر اس کا ایسی خدمت کھیلا کہ خود بخود
کہیں کہ یہ قدر کے گھر کے لئے جارہا ہے یا وہاں سے تو کہہ سکتے ہیں
اتفاق کو ادا رکھیں ہیں کہی جاسکتی۔ یہ تو اس نسبت کا حرام ہے
جو اسے اللہ کے گھر سے حاصل ہوئی ہے اس حرام کے لئے اللہ کی
عظمت و محبت کے ہو کوئی دوسرا جگہ میں۔ اس حرام کو کوئی
تعمیلوں جب وہ سب کی کسی خاص شکل کو ادا کر دے تو غلط
ہے لیکن کوئی اسے مدعو نہ کھڑے اور وہ خواہ شرک کر دے
تو یہ بھی زیادتی ہے

(ترجمان القرآن جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۱)

دیانت و انصاف سے بتائیے کہ کیا کسی طرح کی زیادتی آپ حضرت
نے اپنی سنت کے ساتھ نہیں کی ہے۔ اہل اللہ کے عزائم و تبرکات اور
ان کی طرف منسوب چیزوں کی حجب ہم تعلیم کرتے ہیں تو وہاں سب کیوں ہیں
یقین کرتے کہ حرام و عقیدت کا یہ سارا، تمام شوق اس نسبت کے لئے
ہو جو نہیں اقتدار و اس کی دستان سے حاصل ہوئی ہے ورنہ لایب کہ اس
حرام کے لئے اللہ کی عظمت و نسبت کے سوا کوئی دوسرا محرک نہیں ہے۔

کیا ہم جماعت اسلامی کے متعلقین اور مجدد دہلی سے یہ توقع رکھیں
کہ یہ سربراہ علی کے اس جوابات کی روشنی میں "مذہب سنی مسلمانوں
کو شرک اور بدعتی بنانے کی مہم سے باز رہیں گے
رجاء غور و فکر جولا ئی ۱۳۸۵ء

مولانا کوثر نیازی کا جواب

عامہ ذرا نے جو دلی کے شمار
میں "فکر و تہجد" کی ایک
دعوت کی "نی" کے عنوان سے ہفتہ وار شہاب لاہور کے ایڈیٹر مولانا
کوثر نیازی کے ایک مضمون "دینا کی نگری" پر جو تبصرہ کیا تھا وہ مضمون
۳۰ جولائی ۱۳۸۵ء کے شہاب میں جام نور کے تبصرے پر نہایت فائدہ
منفید فرمائی ہے۔ تنقید کے لئے عجیب مضمون پر جام نور کا جواب
لاحظہ فرمائیں۔

جام نور نے مولانا کوثر نیازی کی روایات و اعتقادات کے
تکرار کے ذریعے میں شمار کیوں کیا ہے اس پر لازم کا جواب دیتے ہوئے
مولانا اوش و فرماتے ہیں۔

جہاں ایک شہاب یا ایڈیٹر شہاب کے متعلق مولانا ارشد القادری کے
تبادلات کا تعلق ہے کہ مستحق ہمارا تہذیبی برا عجیب ہے مثلاً
ہم یہ کہتے ہیں کہ مولانا ارشد القادری نے کچھ نہ، یہ قائم رہا ہے

اور ہر برائی سے تیزی کے ساتھ روایں دوسرا ہو گئے، جہاں تک
 کہ جو اس سے لے کر میریت اور معلوم، بھی پوری طرح پتہ دہی
 کی گرفت میں نہیں آئے ہیں۔

مبادی ملاحظہ فرمائیے کہ پڑا شہاب بل سنت کے مقتضی
 روایات کا منکر ہے بلکہ عصب یہ واقعہ کہ جو تھا جس کا منکر
 جواب کو کہا۔ جو ملاحظہ فرمائیے اس وقت تک کہ یہ تصدیق میں
 رہے مگر کہ یہ پڑا ہوا، کہ مخالف کتب چار، جو کہ درج ہوئے
 سنت فقہوں کو جس طرح کی درج سے پڑی تھی
 (شہاب لا چور)

سب سے پہلے اس مسئلہ کی کارکر، یہاں بت ہو کر میرے لئے کہ پتہ
 سرور سے پہلے معانی، قدرت کی شدت کو مفروضہ سے پہلے
 ہونا کے لئے ضروری تھا کہ اس سے پہلے میں رہے تھے ہاں مبادیات کے کھل
 کا ملاحظہ دیتے ہوئے سب سے پہلے بحث کی طرف ملاحظہ کی ہو جس و
 کر رہا ہو۔

اس مسئلہ کا غلط بحث کے جس موقع پر میں نے متعلق کیا تھا میں
 سے یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ اس مسئلہ سے میری مراد کوں کوں ہیں
 بخلاف میرے کہ یہ مذکور ہو جس سے وہ نہایت درجاعت
 کی تیسرا کرنے، نہج کا میرے لئے شہادہ منسوب دہا تھی بخش کے خزا
 پہ چہ کرتے درج کے رہا ہے یہاں سے ہاتھ لگاتے لگاتے رہتے رہتے

میں کسی کے ہم عقیدہ گروہ کو ہم اہل سنت کا صحیح مصداق سمجھتے ہیں، اور جو
 فقہ اس گروہ سے تعلق نہ تھا وہ دوسرے اور اس کی متوریت روایات کو
 ترک و بدعت قرار دیتا ہے، اس میں کہ وہ جو مدعی ہو یا اہل حدیث
 اس کے مدعی و ہمنو، ہر طرف اصرار نہ کریں میں سے شمار کرے میں۔

ہاں سب کی سب روایات کے خلاف، یہ مدعی غائب ہوا، مگر ہذا
 میں درج کی گئی حارثیت سے ملاحظہ فرمائیے، یہ خبر میں جس میں
 اس سے باوجود وہ ہی شدت دہے ساتھ یہ مدعی مذہب مکرے، مگر
 منزج اور اس کے مدعی و مساد کے تقدیم و تنویب و تائید و حمایت
 دیتے رہے ہیں دو وقت کا ثبوت نہیں ہے

مثلاً کے طور پر، اس کی مشقت کے شہاب میں ترقی دینے کے لئے
 نوبت نے، حالات یا شہاد کے ثبوت عظیم نمبر، تہہ کرتے ہوئے شہاد
 فرمائیے

باعتبار اختلاف مشابہہ درجی دھوین سرحد و غیرہ کے مسئلہ
 کے مندرجہ سے ہاں سے اہل علم کا ایک مقدمہ و غلطی کر گیا
 درجہ احمدی حصہ، اس نمبر میں ایک رہا، و ہتر حق
 (شہاب لا چور)

ملاحظہ فرمائیے کہ حارثیت، یہاں سے اس مسئلہ کے معانی
 میں سے ہر دو، کہ مندرجہ سے ہاں سے، ہاں سے ہاں سے،

درق پر بل سنت کی روایات کا ذکر تک گوارا نہیں فرماتے۔

مولانا کو منکرین کے جذبات کا اتنا ہی پاس تھا تو انھوں نے خود شہاب کے صحابی پر "و اتنا کی نگری" کے عنوان سے اپنے وہ تاثرات کو سیر و قلم فرمائے جس سے منکرین کا اختلاف قطعی ناگزیر ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سے تنہا کا غلام منکرین کو نظر آنے لگتا ہے۔

جولہ سترہ صدی کے طور پر یہ بات بھی آئی ورنہ کہنا یہ تھا کہ مولانا کو اثر نیاری، اس "اہل علم طبقے" کے مدد سے ہی وقت سے قطعاً خبر ہو جو بائبل و قرآن میں سنت کی روایات کا منکر ہے لیکن اس کے باوجود اس کی تقدیس و تعویب فرماتے ہیں۔ غالباً مولانا سوچتے ہیں اس سے انکار نہیں کریں گے کہ منکرین کی تقدیس و تعویب بھی انکار ہی کی ایک صورت ہے۔ اب خود مولانا کا عمل، مگر اس کے خلاف ہے تو اس اقدام کا جواب وہ خود سوچیں کہ ان کے یہاں قول و عمل کا تضاد کیوں ہے۔

ابنہ جماعت اسلامی کے معاملے میں مولانا کی پالیسی اس طرح کے تضاد سے بے راز مطلق ہے۔ بعض نظریات و افکار یا طریقہ کار سے اختلاف کی بنیاد پر مولانا سے گہرا کین جماعت قرار دے چکے ہیں تو اب کلیشہ ائمہ کی حمایت اور اس کے رہنماؤں کی مدد مصلحت مصلحت سے بھی دستبردار ہیں۔ حالانکہ جلد ہی بھی شہاب کہاں نہیں جوتی ہیں۔

یہ قطعاً ایک سنگ بکشت ہے کہ اہل سنت کی روایات کو حق بجانب سمجھتے ہیں مگر انہیں انکار، مخالفتوں کی تعویب و حمایت کرنی

یا ہے یا نہیں میں کا کتب فکر نہ صرف یہ کہ اہل سنت کی روایات کے قطعاً مخالف سمجھتے ہیں بلکہ انھیں شرک قرار دے کر وہ باواستط میں سنت کے اسلام ہی کا منکر ہے اس لئے کہنے دیا جائے کہ مولانا سیاد منکرین کی تعویب و مدد سہمی گئے، اپنے حق کا بھونکے کی ہزار دہائی کر سکتے ہیں لیکن اہل سنت کو مطمئن نہیں کر سکتے کہ وہ منکرین کے زمرے میں شامل نہیں ہیں۔ کیونکہ عقل و دماغ کی سلامتی کے ساتھ بیک وقت ایک جگہ درستی و جہتوں کا تصور ہی ممکن کیا جاسکتا۔ غالباً مولانا بھی اس سے انکار نہیں کریں گے کہ اسلام میں حق و باطل، شرک و توحید، کفر و ایمان اور حق و غلط کے درمیان کوئی قدر مشترک نہیں ہے۔

مولانا یہ بھی نہیں سمجھتے اس کی تفصیل دریافت کی ہے کہ بدلتا شہاب کے عقائد کب چوری ہوئے چوری کی تاریخ تو اس وقت ہم بتا سکتے ہیں کہ موجودگی کی تاریخ انہیں معلوم ہو۔

ابنہ سترہ سال کی مدت جو جماعت اسلامی کے ساتھ ہمارا دوستی میں گزری ہے۔ جس کا اقرار خود مولانا کو بھی ہے، وہ قطعاً تاریخ کے جائے میں ہے۔ خدا ہے کہ جماعت اسلامی کے مستفادات و افکار سے ہم آہنگ ہونے کے بعد ہی انھوں نے جماعت کے عہدہ رکنیت سے بے کر قطعاً لاہور کے فقیر کے منصب تک پہنچے آپ کو پہنچایا تھا؟

اور یہی فتح رہے کہ جماعت اسلامی کے جن نظریات کو ہم دیکھ کر ان کے

سہ مودوں نے جماعت کے عہد اسے پر پتہ رستہ ثابت فرمائے تھے میں
عرس و تخت کے متعلق یہ مصر بھی توفیق ہے

سرکار پر جاپاٹ کی جگہ تھو ریارت عرس صدر و حواہ
نہا علم و تقریبہ اور من قسم کے دستبرد سبب اہمال کی ایک
شریعت نصیب کر لی گئی۔

لے (تجدید و احیائے دین صلا)
دائستہ منہ پر اس نظر نے کی دلت دست یوں کی گئی ہے۔

رہی با بی قوم کے عوگ اسلام میں داخل ہونے سے وہ اپنے راف
مت سے سرکار و قوت سے بٹ سے ہیں ان کو صرف انہی
تکلیف کوں پڑتا ہے پر سے معبودوں کی جگہ بڑا گلاب سلام ہیں سے
بچو سے معبود و ملائش کوں پر سے معبودوں بیت حاکم کی فکر
تغایر ادویا سے کام ہیں۔
(تجدید ص ۱۵)

نات سہت کی رہنمائی میں اب چوری کی تاریکی کی نشان دہی کے
میں میں تھی۔ ت فہرہ و کہرت موں کو مہلت اسلامی کے عہد نامے پر دستخط
کرنے سے پہلے اس سہت کی بنا روایت سے متعلق گر مودہ کے عقیدے
معتقد بھی تھے تو اس دہ قیما چوری ہو گئے تھے جس دہ اکووں سے اس کشت

فکر کے توفیق نامے پر دستخط ثابت فرمائے جو بانگ دہلی سے روایات کو
سرکار پر جاپاٹ و عرس پرستی قرار دیتا ہے

مور۔ باز کی کہہ سکتے ہیں کہ جماعت اسلامی کی تکلیف قبول کرے
وقت قلعہ یہی بہت پر نہیں تھی کہ میں اپنے منور و عہدوں کو
سنا ہے کہ وہ مہوں میں عرض کر دے گا کہ جو کی زمیں سے میری ذرا بہت
میں ہو رہا ہے آپ نہ بھی اس کی بہت نہ جب بھی کسی حاکم عام
فکر کے قبول کہنے کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس کے جماعت سہت کے
حار سے ملامت نکرتے آپ غار کہ رہے ہیں وہاں عقل و دماغ کی
درازا میں ذہن و فکر کا پھل ہو لہذا سب سے رہن تربیت اسلام کی حد
ہیں میں یہ سب بڑا جرم ہے کہ بیک وقت تعاد و معاد و سیتوں سے مکتوت
کیا جائے۔

مودہ نامہ شادی اپنی رفاہ ہیں کہ سکتے ہیں کہ مدت پرلی و وجہات
ملائی سے مستعفی ہو چکے اب اس پر کسی اثر ہے بات سرفہدی کی بیخ
ہے لیکن متعذر کے میں سرفہرہ ہو لوگ واقف ہیں وہ اپنی طرح حاسے
میں کہ متغیر رک دہرہ اس سہت کی رہائی تقریبات کو روحانی طور
عزم پرستی قرار دینے سے رطوبت نہیں ہیں بلکہ سربراہ جماعت کی
امر بیتا جا رہا ہے پاپسی اور غلط طریقہ کار ہے وہیں سہت کی روایت
سے فکر کی نقد و مر کی نیا دیر گر مودہ، سہتی ہوشے ہوتے تو سرفہرہ سارا کی

یہی مدت جہالت مددی کی رہاقت میں کبھی نہیں گزرتی۔

اس جہالت سلائی سے واپس ہوتے وقت اگر مولانا اپنے متورث عقیدہ میں کو بھی صحیح و سلامت و پس کے کر گئے ہیں تو حلت و کحلہ ہم کبھی میں کی آہ و نہیں کی کہ وہ مسخرین کی صف میں اپنے لئے جگہ پسند کرائیں، ہم اس خواہش کے اظہار کی اجازت ضرور چاہیں گا کہ عقائد علی کے تضاد سے اپنی تعمیر کو محفوظ رکھنا ایک مرد مومن کا سب سے روشن کردار ہے۔

جام نور نے اپنے حوالی کے شمارہ میں بحث کا دوسرا رخ || یہی مستندات کی بابت اتراد و انکار کے رد میں پروردگاری ذہن سے ہوتے تھے۔

میں بھی ملائی تھی جس کے ایک رخ کی صحت تسلیم کر بیٹے کے بعد وہ میرے رشتہ کا کار و بیدار یا متاثر صحت کا روئے ہو گا جو بجا ہے۔

(جام نور محکمہ)

مولانا باری کو جس سلسلہ انکار میں نہیں شدید انکار ہے۔ وہ مرہ سے ہیں۔

[مسلک میں دو پند و نصیحت و اصلاح و توبہ اور ان کے خلاف]

بیادای عقائد و دعوای سنی پر مبنی لیکن حوائی صرف قریح ہو سکتی

ہیاد مفردی و تحاسن طبع یا دوق ہر ملہ بطل یثی چہ

اگر کسی ایک دودک روحانی فکین میں ہوتی ہے کہ وہ

گور کے مہر رات پر جاعری دے در سب کے نام کو مکران کر باکر

سے چلے تو یہ سوادہ ہوتی ہے اس حق کے مطابق کسی

کا اوق میں کے برعکس تو حیدر مجاہدیں تکیاں پاتے تو سب نے حق

کے مطابق حق منا ہے سہ پر تقدیر میں کیوں کہ آپ کے سچے

یہی میں ڈھیسے یا ہر سے طریق ہی کو مفید سمجھے۔

”شہاب لاہور و مرجعانی مشہور“

ہم میں گات کرتے کہ بھال و نکار کے معنی سمجھنے میں مولانا کو کوئی

دستوری پیش کی ہوگی، ابطال کے معنی حق کے مقابلہ میں کسی، طر رخ

کو باطل کن و انکار کے معنی صحیح کے مقابلہ میں کسی غلط پہلو کو غلط قرار

دینا ہے۔

تعبیر سہہ کہ کسی غلط معنی میں بخت و نعر کے اس بنیادی محور سے

مولانا کو انکار ہے، اگر کسی اختلافی مسئلہ کے تحت اور معنی دونوں ہی پہلو

حق ہوں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ سے اختلافی مسئلہ ہی کیوں کہا جائے گا

میراث سہہ کہ علی عقل رکھتے دے تو ہم بھی اس مدانکر کا مذہب پہلے

مولانا تو ہر مذہبی بغیرت کے ایک ہیں جو غلط کو مدعا اور مدعا کو مدعا

میں کہ سب سے خلائی مسائل پر قدم ٹھانے کی ضرورت ہی کا ہے تحقیق کر کے

بھی خود خوب ذرا خوب کا غبار کن غلوب میں کرے گا۔

صبح چہ کہ میں مقدم پر ساری گفتگو میں نہیں ہے کہ کسی
مستے کے ہاں دھڑکے رخ کے ابطاب و نکار کے حدود و عمل کیا ہیں۔ ہمارے
توصیف میں بات پر ہے کہ کسی بھی جسمانی مستے میں بکشت کے ایک رخ کی سخت
تسیم کرنے کے معنی ہی یہ ہوتے ہیں کہ تو تک کے نزدیک قیاد و سر رخ غلط ہے
اور اگر وہ سراسر رخ بھی وہ حق اور یقین بھٹا ہے تو لازماً اس کے معنی یہ ہیں کہ
اس کے مقابل رخ کی صحت ہی اس کے تسیم نہیں کہ ہے یا تو دہاں وہ غلط
بیانی سے کلام ہے۔ رہا ہے یا پھر یہ اس اپنے ضمیر کا فون کرتا ہے۔ دولوں کا لول
میں سے ایک حالت ضرور اس کی ہے۔

دیگر ہم کیا حیرت کے ساتھ سولام کے اس انکا کو ایک کھلی
ہولی حقیقت کے نکا سے تعبیر کرتے ہوئے سفر کرتے ہیں کہ کو صوف
ہیں۔ اس کے میں صبح ترین غلطی پر نظر ثانی فرمائیں۔

انکشت حقیقت۔ اب بکشت کے اصل موافقت سے دو پارہ سینے نیچے
اتر کر سوزنا کے میں اب پر کہ اس سنت کی۔ ربات کے نیچے میں منکر
کے غلاب کی نوعیت، مثل عرض قسم ہی ہے ہم اہام دیاں کرنا چاہتے
ہیں اسید سبکہ کہ وہ پورے فرخندگی کے ساتھ ہماری مروتات پر غور
فرمائیں گے۔

اسیچہ تو ہم ربات قوم کے ساتھ مولانا سے اس امر کا

مشکوہ کریں گے کہ اگر اس مرتبہ ہر مزارت ادبیات سے استفادہ کے
میں میں بھروسے ایک باہر شخص کی طرح حیرات کی نوعیت معلوم کرنے
کی کوشش ہی نہیں فرمائی ہے۔

اور زبان کی سبک پہی کتا جس سے مددستان میں سنی مسالوں کی
ذہبی روایات کے خلاف عارضہ ذہن کا سنگ بنیہ رکھ اس کا نام
تقویتہ ادبیات ہے۔ ہونا سے عرض کروں گا کہ کسی "برگ" کے نام کو
مرکز فکر بنے کے متعلق تقویتہ ادبیات کی ذایہ ایسا سوز و غم رست
ملاحظہ فرمائیں

کوئی کسی کا نام، نشتے بیٹھے ہا کرے۔ در دور و نزدیک سے
پکار کرے اور ہلا کے مقابے میں میں کی دلمی دیوے و تمپر
میں کا نام بیکر کرے۔ دور میں کے نام کا تم کرے یا محل کرے۔
ہو نہ تمام، توں سے شرک ہر جاتا ہے

(تقویتہ ادبیات ص ۱۷۱)

صبح رہے کہ یہ ساری تفصیلات کسی کے نام کو مرکز فکر بن
آگے جیتے ہیں کی ہیں جس کا ذکر دو موبائے پہنے بابت مضمون
میں کیا ہے۔ اب مراد ہے پر ہا فوری قنات پوشی اور عرس
کے مراسم مراجمے متعلق کسی تقویتہ ادبیات کی دوسری عبارت
ملاحظہ فرمائیں۔

نہینے کے مطابق شور ہوئی اور تھی ہوئی کہ درہ خیر سے کہ
ہر سے شامل ملک سار کشور مدائن ملک اس لگان ہوئی شور کی
لگس میں ملک رہا ہے۔

بدیشہ تو جمع لگان ایکس وقوع ملک پوری ہیں ہوئی حد ہی بنا
ہے کہ تقویت الایمان کے جتنے لوگ کب تک آپس میں لڑتے رہیں گے
کیس میں وہاں جرم کے جانے کو انصاف و عدالت کا خون کئے
پنیرہ کہ ملک ہے یہ دور سے تقویت الایمان کی شہادت کا قصد
مسلمانوں کے درمیان صلہ جنگی اور ہمیں پرکار و جدا ہوا ہے کہ میں تھا
فتنہ اسلام میں تیسرا مدی کے حق میں کتنی رہا کہ وہاں بہت
ہوئی یہ کوشش دیکھو جس گھری۔ کن ہوئی جب اہل بیت کی روحانی
سائنس کے محلات ٹیٹن کی یہ سازش کامیاب ہوئی تھی۔

شرک سے شرک میں شرم و سوسے کے مستحق خود خائف کا یہ اقرار ہی بیان
نہی کر مولا ان کے تکی بخش نہ ہو تو تقویت الایمان کی نشان دہی لیں
خود کتاب ہی نہیں یقین رہا کہ اس کی کہ سنوں کہ تحقیق معنوں میں شرک
بیا گیا ہے جس نے ایک نیک و صالح میں رہوں کہتے ہیں۔

پیرہ سے وہاں کا ملک سار کشور مدائن ملک اس لگان ہوئی شور کی
لگس میں ملک رہا ہے۔

کا طاقت ثبات میں کرتے تھے مگر یہی پکارا، سنیں، سن رہے
بنا کر رہا اور ہمارے دھارشی بھی یوں کافر و شرک تھا
ہو کر کسی سے یہ عبادت کرے گا کہ اس کو قدر کا مدد مخلوق ہی کہ
اب جملہ اور وہ شرک میں رہا ہے۔
تقویت الایمان

خدا رہے کہ وہاں کے ساتھ شرک میں رہی و بھی ہوگی ملک وہ بھی
یہ جس کی طرح شرک میں کا ترکیب ہو رہا ہو چیل کی طرح کافر و شرک قرار پائے
الاشواہد و عبرت کی روشنی میں اس مولا کی صداقت و دیانت
سے بتائیں کہ حضرت دین کی کشتی میں دشمن کے ہزار اقداس کے
بوجھ و برکات استحضرت کو صوفیہ کے یعنی تہذبات اور غریب پاک سے
مستحق محبت نے ہر جہت سے تہا سب میں اپنے جہاںاترات کا لہار لہرایا
تھا مگر وہ ان کے نزدیک راجع سلامتی سے ہم آہنگ ہیں و تقویت الایمان
کے زیر اثر جو لوگ ان امور کو شرک میں سمجھتے ہیں کیا مولا ان کے حق
موقف سے بھی اتفاق فرمائیں گے؟

اوہ ایک وقت رہنے تار ت کی مخالف سمت کی بھی توفیق فرما کر
ان مولا و شور کی صف میں رہنے کا ہو رہا چل کر سنیں گے اور پھر
اس چیز کو ایک بار، بھوں نے سلام کی رو سے ہم آہنگ تسلیم کر رہا ہے
یہ اس کے شرک میں ہو سکا، مگر مولا ان کے حق ضروری نہ ہوگا۔
مقتل و خدشہ کا نفاذ صاف ہے کہ ہوگا سلامتی یا نہ ہوگی یہ کہ ہوگا

فقی مشہوروں کی بھی ضرورت ہے کہ جو کچھ ۱۰۰ مل اسلام کے صواب و عقلم کا بھی مطالبہ ہے کہ جو کچھ یاہیں کیا نہ ہو نہ کی را سے ہے کہ نہیں ہوگا۔ سبب ان عقلم
میں فیصلہ کریں کہ وہ کس سے رہتے ہیں۔

ایک عالم نے مسئلہ یہ پیش کیا کہ ہر مہرے پر حشک رکھتی ہیں، تو دلانا تو تو
اپنا حشر سے شروع کر میں یا پھر تقویت دلا کر دیکھنا تو اپنے ساتھ کرتا
کا ہونڈ جوڑ کر رکھا میں

اب دودھ اہوں میں سے ایک روہ تھیں بہر حال عقیقہ رکھنا ہوگی۔
 سو ماگو اپنے دو تار سے پادہ منسوب تو پھر کہیں تاروں کو دینا یا بہت سوس
 تاکہ وہ صحیح طور پر وہ اپنے تار سے در تحویث رہی اس کی ہر گورہ لایب دلو
 کا تکیہ بی سطرہ کرے سب دیا اس کے رہیں ایک مہر سے وہ دیکھتی ہیں
 مہر سے حضرت سعادت حار فیں سرکار و اتاج کس بھی لہ
 ثانی عمر کے مہر قدس کے متعلق ان مفلوسا میں پڑتے تار سے لایہ
 فرمایا تھا۔

۲۴ خرداد ۱۳۰۵

کچھ دور سے مل کر یہ بھی اشارہ فرمایا تھا۔

و بعد بیست و دو سال کی سیاحت کر کے تمام ممالک پرست و غیر پرست و ملوک و رعایا
معلوم کی کہ کون کون سے ممالک و دربار و ریاست سنی و شیعہ و اہل حق و باطل
علی حاکم رہتے ہیں۔

ابہ نہ پیچیدہ کر تقویت برکات کی خاکورہ مال عن رتوبہ بر بھی مروت
موصوفت تک چلتی مروت غزل ال ہیں۔ دہی تقویت برکات جس کی سند
اور سلام شمس عمارتوں کو یوہ کی عمارت اپنے سینے سے لگا ہوت
میں طہ پرہہ کہ کسی مراد کی طرف روت فی تہیں سم پونہ پی ے در فی
میں و ملکوں کا خزانہ طمانے کی سبب ہی تقویت الامکان شریعت چہ
شرک مہی ہے کہ میں ہے در عقیدے کی قوتوں کا نکار ایکے کے نے کسی
تک پہنچے کا مہی در ہی امت ثانی ہے۔

تقدیر الہامی تفریبات کی رو سے مزہ پر عید کرنے درحاصل
 سے عذرت دولت علی طلب کرنے کے بعد تو سب کوئی مسئلہ ہی نہ
 رہا تھا۔ لیکن ان کو جو عذرت درحاصل سے پہنچا اور ٹکڑے
 مناجح سلام سے تعبیر کرنا سب عقل کا کھارہ بن گیا۔ انہوں نے تو درحاصل
 سے مراد کوئی نہ کیا۔ نہ ہی کسی طرح وہ کریں گے۔ ان کا عقل
 ہی تار پڑ گیا۔

ایک غلط استدلال - پاپے موعف کی حمایت میں مولانا کی ایک

حیرت انگیز تقریر درمیان غلط فرمایا گئے اسٹند دفرماتے ہیں۔

اگرچہ ایک عظیم الشان عالم تھے مگر یہ جہاد کا لڑائی نہیں تھی بلکہ
پاپے کے سامنے کسی کو کچھ نہ کہہ سکتے تھے لیکن میں دیکھ رہا ہوں
کہ اس کے خلاف اٹھنا والے لوگ کھو رہے ہیں۔ یہ سب وہی وہی
کاوی کے لئے کسی شیخ کے اندر ہی نہیں کسی دیکھ کے خلاف کر
۱۵۳

شہاب مابورہ ص ۷۷

یا صاحب! مولانا کے قسم ہے کہ میں نہیں کیا ہے تو عرض کروں گا کہ ایک بار
وہ خود آپ کی تحریر پر نظر ثانی فرمائیں کچھ یقین ہے کہ خود ہمیں بھی اپنے
فی میں منع لفظ پر افسوس ہوگا۔

در اصل یہ جہاد نہیں ہے یہاں ان مسائل کے متعلق جو محنت و جدوجہد
ہو رہی ہے اور مذہم و شرک کی دو مختلف باتوں میں سے کسی ایک جہت پر تکیہ
لا رہا ہے اس میں کسی ایک جہت کی نصیب تسلیم کر لینے کے بعد دوسری جہت
کے ابطال و نکار کا سونپ پیدا ہو سکتا ہے لیکن جہاں میں طاعن کا اقتدار
ہو گیا ہے وہاں کسی ایک رخ کے رخسار و نیکار کا سوا اور کچھ پیدا
ہوتا ہے۔

جہت و نہ ان کے خلاف مسائل کے رہیں جہت و جدوجہد و محنت
اور ملامت و تنبیہ کی سرسبز سے ساری جہت میں نہیں ہے۔ یہ سب مسائل

مقدمہ ہونے کے وجود پر ہی جگہ پر بلا اختلاف ہر ایک کے تئیں محمود و تحس
میں خود مولانا سے بھی میں سے کسی ایک کی ترجیح کا ذکر کر کے اس جہت
کا غریب کر بیانیہ کہ جس دھمکت کے اعتبار سے یہ سب آپس میں مساوی
ہیں ہند اس قطعہ سلاسل پر مختلف نہ مسائل کا قیاس جتنا مشکل ہے وہ
فناجیات ہیں ہے۔

تجربہ ہے کہ کسی سلی بات سولہ کے قلم سے کیونکر صحت فرما سکتا ہے
موتی اپنے ایک غلط موعف کی حمایت میں جہاد میں کھوسنے مشایخ طریقت
کا دامن چھوڑ دے یا سب کو اس مقدس ہستیوں کی زندگی ہمیشہ اعتقاد و عمل
کے خلاف اسے محفوظ رکھا ہے۔

ایسے مولانا کو ہم غور میں کرتے کہ وہ اعتقاد و عمل کے درمیان ہم بھی
بیدار کر کے رکھے کہ وہ یہی موقوف قیاد کر میں لیکن اسی بات میں کہیں
حاجت ضرور چاہیں گے کہ وہ اس کے مقبولیت کے ساتھ موقوف کے ساتھ
قطعا نہیں ہے۔

بحث کے آخری مرحلے میں میں غلط فہمی کا ذرا ضروری سمجھتا ہوں کہ
بظاہر و نگاہ سے ہر کسی میں یہ نکل رہا ہے کہ سب مخالف کے لئے
کریک سورت میں ایک جیسے یا سب کے دلیوں کی طرح ہلاکت غیر آئندہ
اور نہ علیہ کہ جیسے لیکن قولاً و عملاً در استقرار کسی مرتزق ہو رہا
تھیں۔ یہ ہر کہ میں آخر کی قیامت نہ کھڑی ہوئی ہے

قراردیا ہے اور پٹے موقع کی تائید میں فقہ حنفی کے تھے رافضی کے لئے
 ہیں کہ کسی بھی حنفی مسلمان کو مجسماں انکار نہیں ہے۔

پھر بھی مناجات کے مجدد امتیاز کو دراز اسلام قرار دینے میں اہل
 حضرت ذہن راجہ کی تہذیب نہیں ہیں بلکہ ہندوستان کے اکثر علماء و کلمہ بھی یہی
 رائے ہے چنانچہ مولانا عبدالحق ذہنی حنفی تھے اور نے بھی بے قیادگی میں چند
 کو دارالاسلام قرار دیا ہے۔

عور کے لئے ان کے مجموعہ الفتاویٰ کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیے

سوال۔ ہندو سے سو دین ہے۔	سوال۔ سو دین گن رہندو ہے۔
جواب۔ نہیں؟	جواب۔ ہاں؟
جواب۔ نہیں، میں نے گواہی دیا	جواب۔ ہاں، راجہ راجہ، لاسٹ
میں سو دین گن رہندو سے	سوال۔ سو دین گن رہندو سے

مجموعہ الفتاویٰ جلد سوم

کی ہر جگہ کہ ہندوستان اس کے علم و تحقیق میں دراز اسلام ہے کیونکہ دارالاسلام
 نہ ہوتا تو کبھی بھی سے دراز اسلام قرار دے کہ ہندو سے سو دین گن رہندو سے جو نہ
 کا فتویٰ نہ دیتے۔

خود اپنی گواہی میں ہندوستان کے دراز اسلام ہونے کے متعلق خود فرمودہ
 دیوبند پر دہلیہ کے عظیم پیشوا مولانا شبیر احمد گنگوہی سے بھی سوال کیا کہ
 کہ چکر گنگوہی نے اسلام ہندوستان کو دراز اسلام قرار دیتے ہیں مولانا

سے ہندوستان کا یہ توفیق ملاحظہ فرمائیے

سوال۔ ہندو سے سو دین ہے۔
 جواب۔ ہاں؟
 سوال۔ ہاں؟
 جواب۔ ہاں؟

سوال۔ ہندو سے سو دین ہے۔
 جواب۔ ہاں؟

یہ بھی تحقیق و درایت سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ توفیق ملاحظہ فرمائیے
 سچ گنگوہی لکھتے ہیں کہ میں نے یہاں سے سو دین گن رہندو سے سو دین گن رہندو سے
 کو سو دین گن رہندو سے سو دین گن رہندو سے سو دین گن رہندو سے سو دین گن رہندو سے
 ان کے دوستوں کے متعلق دراز اسلام ہونا چاہیے۔ میں نے یہاں سے سو دین گن رہندو سے

سوال۔ ہندو سے سو دین ہے۔
 جواب۔ ہاں؟

در رحمت مومنوں کے سوال کا جواب میں فرماتے ہوئے کہ جو اللہ کے
 "پیکار سے راحت" اور "جنگل میں رہنے والے" کی طرح ہے
 "وہ اللہ کے رحمت سے ملے گا" اور "وہ اللہ کے رحمت سے ملے گا"
 "مومن جو اللہ کے رحمت سے ملے گا" اور "وہ اللہ کے رحمت سے ملے گا"
 "وہ اللہ کے رحمت سے ملے گا" اور "وہ اللہ کے رحمت سے ملے گا"

وہاں دیکھ کر وہاں کے لوگ کہنے لگے کہ یہ تو کون سا آدمی ہے جو اس قدر بڑا ہے اور اس قدر
 زور دے کر کہتا ہے کہ وہاں کے لوگ کہنے لگے کہ یہ تو کون سا آدمی ہے جو اس قدر بڑا ہے اور اس قدر
 زور دے کر کہتا ہے کہ وہاں کے لوگ کہنے لگے کہ یہ تو کون سا آدمی ہے جو اس قدر بڑا ہے اور اس قدر

یہ خط ۱۸۷۰ء میں لکھا گیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ "میں نے اپنے
 دوستوں کو بتایا ہے کہ میں نے اپنے دوستوں کو بتایا ہے کہ میں نے اپنے
 دوستوں کو بتایا ہے کہ میں نے اپنے دوستوں کو بتایا ہے کہ میں نے اپنے

میں سورت سدا اس کی یہ خشتی ہے تو وہ اس سار کا ہی پونہ ہے
میں اس پونہ کا یہ سورت سدا اس کی یہ خشتی ہے تو وہ اس سار کا ہی پونہ ہے
کسی کو یہ سورت سدا اس کی یہ خشتی ہے تو وہ اس سار کا ہی پونہ ہے

2000

۱۔ یہ ایک نیا ہیرو ہے جس نے اپنے ملک کی آزادی کے لیے اپنی جان قربان کر دی ہے۔

یہ اس میں وہی تھوکتوں میں پڑھارے و۔ جب سے وہ میں ایک تھوکتوں
سے و۔ تھوکتوں میں یہاں ہوتی

[illegible]

ماں نے ہی پر نہیں مٹم مائی سے جس کو رقیہ کی طبیعت سے وہ بیوی کو کھو دے وہی ہے جس پر دیو ندی مذہب کا یوں کھڑا ہے جس جگہ رقیہ کے ساتھ کھڑا ہے یہی رقیہ کے اندر نہ نکلے گا جس عام کی ہے اس کے جوہر کی سرخیاں بہت رقیہ تک نہ راقیہ وہ دیو ندی

منکر بن کلمہ کے متدین کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

ہوت سے مباحات و مصلحت کے نام کے ذریعے میں زیر عمل چیز کے سطر
و مباحات و مصلحت کے تحت جائز ہیں یا نہی سے اجتہادی مسائل پر مذاکرہ
میں زیر عمل تو کیا نہ پر علم ہی نہیں آئے مگر بعد میں کسی اصول شرعی سے
مشابہ ہوئے تو وہ اس لئے ناجائز نہیں کہ ان کے بارے میں صحابہ کا اطلاق
منقول نہیں ہے۔

ہیں ایسے جائز مسائل پر جب بھی آیت عمل پر اوجھل سے اس کا
قہر ہے اور وہ عمل شرعی ہو کر ہی ادا ہوگا۔

”مکرر بیانیہ“

حالات کی ستم فزینی بھی کتنی عجیب و غریب ہوتی ہے کل تک میلاد و قیام
اور عرس و وفا تو کچھ جو اذ پر ہیں دلائل جب ہم پیش کرتے تھے تو اس پوری جگہ
میں ہماری گفتگو کا کوئی شناسا ہی نہیں تھا لیکن آج اپنا معاملہ آن پڑا ہے تو
جواب سے حمد و براہونے کہنے ہمارا ہی طرز استدلال مستعار لینا پڑا ہے۔

چلے ہمارے بات نہ سنی اپنی ہی بات سمجھ کر اب تو راہ راست پر آجائے
اور میلاد و قیام اور عرس و وفا تو کی مخالفت سے آبرو کر لیجئے اور اب تو عرس
دس لئے ان امور کو ناجائز نہ کہے کہ ان کے بارے میں صحابہ کا اطلاق منقول نہیں ہے۔

ایک دہائی زلزلہ | توحید پرستی کے غرور باطل میں سنی مسلمانوں کی بیداری
مشرک، بدعتی اور جبر پرست لکھنے والوں کی ایک عبرت انگیز کہانی سنئے۔

و اب بندی فرماتے کہ شیخ مولانا اشرف علی تھانوی کا سواراچ نگار اپنی کتاب
اشرف السواراچ میں تھانوی صاحب کے پر داوا محمد فرید صاحب کا حال بیان
کرتے ہوئے لکھتا ہے۔۔۔

کئی اوقات میں تشریف لے جا رہے تھے کہ ان کو دس لے آکر اوقات پر عرس
کیا ان کے پاس کیا ان تھے اور تیر تھے۔ انھوں نے ان کو دس لے پر دلیہ ان
تیر بر سانا شروع کئے۔ چونکہ ان کو دس لے کا تعداد کثیر تھی اور دس لے
بے سرد سامانی تھی یہ مقابلے میں شہید ہو گئے۔

شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا۔ شیعہ وقت اپنے فکر مشل زندہ
کے تشریف لائے اور اپنے گھر والوں کو معافی دے کر دیا اور فرمایا اگر تم
کسی سے ظاہر نہ کرو گی تو اسی طرح وہ نہ آیا کر سکتے لیکن ان کے گھر کے
لوگوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ اگر وہ اسے جیب پٹوں کو معافی کھاتے دیکھیں گے تو
معلوم نہیں کیا شبہ کریں اس لئے ظاہر نہ کر دیا اور آپ تشریف نہیں لے
یہ واقعہ فائدہ الٹ میں مشہور ہے۔

”اشرف السواراچ“

اللہ اکبر! ہم انبیاء و مرسلین شہداء کے مقربین اور ایمان اللہ کی
ارد ارج طلبات کے بارے میں اگر یہ عقیدہ رکھ لیں کہ خدا اسے پاک نے
انھیں زندہ کرنا کی طرح حیات اور تقدیر کی قدرت بخشی ہے تو بدعت و
شرک و فہرستی اور جاہلیت پرستی کے ملعونوں سے ہمارا وسیع پھلن کر دیا جائے

اور تھانوی صاحب کے "جہد مقتول" کی بابت اس عقیدے کی اشاعت پر کہ وہ
زندوں کی طرح گھر بیٹ کر آئے، اپنی بیوہ عورت سے دو بہو باتیں کیں اسٹھانی
پیش کی اور اسی شان سے عرصے تک آتے رہے اور جب ان کی بیوی نے ان کے
آنے کا راز فاش کر دیا تو آنا بند کر دیا، کوئی بھی گریبان نہیں تھا
کوئی اس عقیدے کو شرک نہیں سمجھتا، کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ عالم برزخ میں
میں سٹھانی کی دکان کسے کھلی ہے؟ کوئی یہ سوال نہیں اٹھاتا کہ علم غیب تو عزت
اللہ کو ہے، قبر میں انہیں کیونکر معلوم ہو گیا کہ بیوی نے ان کے آنے کا راز
فاش کر دیا ہے؟

ہے کوئی العیاذ و دیانت کا حامی جو دیوبندی مولویوں سے جا کر لہجے
کو جو عقیدہ رسول و نبی، خوش و خواجہ اور شہید و مخدوم کی بابت شرک
ہے وہی تھانوی صاحب کی بابت کیونکر ایمان بن گیا ہے؟
انہوں میں دھول جھونک کا ڈنگ تک تو میری جتنی کا یہ ڈھنگ بچا جائے گا؟

ایک اور دھوکہ خیز واقعہ قادری عقیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند
بیان کرتے ہیں کہ ایک بار دارالعلوم کے مدرسین کے درمیان بہت بڑا
ہنگامہ ہوا۔ مولوی محمود الحسن صاحب بھی اس ہنگامے میں ایک فریق کے
ساتھ ہو گئے۔ جھگڑا طویل ہو گیا اور حالات نہایت تلخ ہو گئے اس کے
کی سرگزشت قادری عقیب جی کے الفاظ میں کیے۔

اسی دوران میں ایک دن علی الصبا بعد نماز فجر مولانا فیضان الدین صاحب
نے مولانا محمود الحسن جی کو اپنے حجرے میں بلایا اور دارالعلوم میں تھا، مولانا
حاضر ہوئے اور جہد مقتول کا ذکر کھول کر اندر داخل ہوئے۔ موسم سخت گرمی
کا تھا۔ مولانا فیضان الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے میرا دل
کا یہ لہاؤں دیکھ، مولانا نے لہاؤں دیکھا تو تر تھا، درخت جھلک رہا تھا۔
فرمایا کہ، اتنی بے کراہی ابھی مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جہد
مقتول یعنی ہم قادیان کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے
پس میں ایک دم سینہ پینہ ہو گیا اور میرا پاؤں تر ہو گیا اور فرمایا کہ
محمود حسن کو گندہ کہو وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے۔ پس میں نے یہ کہنے کا
لئے بلایا ہے۔ مولانا نے عرض کیا کہ حضرت میرا آپ کے ہاتھ پر تویہ کرتا
ہوں کہ اس کے بعد میں اس قلعے میں کچھ نہ ہوں گا۔

(دارالافتاء حصہ ۲)

اب نیا تماشہ اور نہ خطہ فرمائیے! قادری صاحب کی اس روایت پر تھانوی
صاحب نے اپنا تاشیر چڑھایا اور اس واقعہ کی توثیق کرتے ہوئے یہ تاویل فرمائی۔

یہ واقعہ درج کا نہیں تھا اور اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، ایک یہ کہ
جہد شالی تھا مگر اس جہد عسکری کے دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ نہ درج نہ
خود عاصی میں نصرت کر کے جہد عسکری کیا کہ لیا ہے۔ (دارالافتاء حصہ ۲)

لا اِلهَ اِلَّا اللهُ دیکھ رہے ہیں آپ؟ اس ایک واقعہ کے ساتھ کتنے شرک
عقیدے پٹے ہوئے ہیں۔

مولانا قاسم نانوتوی کو اگر علم غیب نہیں تھا تو عالم برزخ میں ان سے
کس نے جا کر کہہ دیا تھا کہ دارالعلوم دیوبند میں بڑا سخت جنگ مر چو گیا ہے
مولوی محمد حسن بھی ایک فریق میں شامل ہو گئے ہیں آپ جن کو انھیں منع کر دیجئے
اور مدوح کی قوت تعزیت دیکھئے مگر اس عالم میں دوبارہ آنے کے لئے
اس نے خود بھی آگ پائی ہوا اور سنی کا ایک انسانی جسم تیار کیا اور خود ہی اس میں
داخل ہو کر زندگی کے آثار اور نفس و حرکت کی قوتوں سے مسلح ہوئی اور قبر سے
اٹھ کر بیٹھے دیا بند کے درجہ میں چلی آئی۔

مولوی قاسم نانوتوی صاحب کا مدوح گئے یہ خدائی اختیارات بلا حرج
چرا مولوی رفیع الدین صاحب نے بھی تسلیم کر لیا، مولوی محمود الحسن نے بھی مان لیا
اور اشرف علی تھانوی کا کہنا کہ انھوں نے ترجمہ انسانی کا خالق ہی اسے ٹھہرا دیا
اور اب خدائی الٰہیت صاحب کی اس کی شراعت فرما رہے ہیں۔

جے کوئی غیر مسلم مسلمان ہو جائے تو یہ تو سب سے بڑھے کہ خود خدائی اختیارات
کے ہم اختیارات سرحد کائنات مقرر اللہ علیہ وسلم اور اولیاء و شہداء کے لئے تم
شرک بھی سمجھتے ہو اور تم بنیاد پر تقاسم مذہب فکر کی پوری عبادت کھڑی ہے
اب وہی شرک جلی مولوی قاسم صاحب نانوتوی کے لئے کیونکر ایمان و اسلام
بن گیا ہے؟

شرک کے سائے میں بیٹھ کر توحید پرستی کا مانگ اپنے والہ شرم کر داور

اس پدیدہ سحر کا انتظار کرو جب تمھارے فریب کا دامن چاک ہوگا۔
(جام نور مکتبہ اہل سنت خیر شاہ)

مولانا مودودی کی بیگم محفل میلاد میں | مولانا مودودی اور ہندو چنگ
میں ان کی جماعت کے افراد محفل میلاد کے خلاف جس فیضان و غضب اور نفرت و
دشمنی کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں وہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔
ابھی گزشتہ ہی سال کی بات ہے کہ دارالحدیث الاولیٰ کے موقع پر مولانا
مودودی نے تقریر کرتے ہوئے یہ کہا تھا۔

"اس دن کو دہائی اور دسویں کی شکل دیدی گئی ہے اور عین میلاد
کے دن لاہور میں شیطان کا علم بلند کیا گیا ہے و مآذ اللہ"

(روزانے وقت لاہور)

یہ وہ مولانا مودودی کا کردار اب ان کی بیگم صاحبہ کا کردار ملاحظہ فرمائیے
روزانہ روزانے وقت لاہور پر تم طراز ہے کہ اس سال ۱۴۲۱ھ کے موقع پر لاہور کے ایک کلب میں محفل میلاد منعقد ہوئی جس میں مودودی
صاحب کی بیگم بھی شریک ہوئیں قیام و سلام بھی ہوا اور وہاں مجلس ختم ہوئی
مودودی کی تقریر کا یہ عقد قابل ذکر ہے۔

"یہ عید ہر برس آتا ہے اور ہم عید میلاد النبیؐ سے چار
اور چھ دن سے ملاتے ہیں؟"

(روزانے وقت دارالحدیث)

یہ وہی مولانا مودودی صاحب کا کردار ہے کہ انھوں نے اپنے ایک خط میں لکھا ہے کہ
میں نے اپنے ایک خط میں لکھا ہے کہ انھوں نے اپنے ایک خط میں لکھا ہے کہ
میں نے اپنے ایک خط میں لکھا ہے کہ انھوں نے اپنے ایک خط میں لکھا ہے کہ
میں نے اپنے ایک خط میں لکھا ہے کہ انھوں نے اپنے ایک خط میں لکھا ہے کہ

اگر مولانا مودودی کو اس واقعہ کی اطلاع نہیں تھی تو یقین کرنا ہی قیادت
 کی تاریخ کا بڑا ہی سنگین حادثہ کیلئے گناہ گار مولانا مودودی کی حکمت ان کے
 اختیار میں نہیں ہیں۔ اور اپنے شوہر کے مذہبی عقیدے کے خلاف کسی بھی
 محفل میں وہ اجازت حاصل کیے بغیر شریک ہوتی ہیں اور اگر انھیں اطلاع
 تھی تو ایک حرام مجلس میں شرکت کی انھوں نے کیوں اجازت دی؟
 جو اپنی رفیقہ حیات کو اپنے دین کا پابند نہیں بناسکتا وہ گھر کے باہر عام مسلمانوں
 کو کیا دین کا پابند بنائے گا۔